﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 24 — جمعۃ المبارک 17 فروری 2017ء — 19 ؍جمادی الاوّل 1438 ہجری قمری — 17؍تبلیغ 1396 ہجری شمسی — شمارہ 07

توبہ، ندامت اور اللہ کی توحید کا اقرار

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب بندہ توبہ کرتا ہے اور نادم ہوتا ہے اور اللہ کی توحید کا اقرار کرتا ہے تو اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس باب الثیاب البیض حدیث نمبر:5379)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اور میں نے اس مفتری (ڈوئی) سے کہا کہ اگر تو میری اس دعوت مباہلہ کے بعد بھی مباہلہ نہیں کرے گا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ جس نبوت کا تو نے اللہ پر افترا کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے اس سے توبہ نہیں کرے گا تو یہ مت سمجھنا کہ اس حیلہ سے تو بچ جائے گا بلکہ اللہ انتہائی ذلت کے ساتھ شدید عذاب سے تجھے ہلاک کرے گا اور تجھے رسوا کرے گا اور تجھے افترا کی سزا کا مزا چکھائے گا۔

’’اور میں نے اس مفتری (ڈوئی) سے کہا کہ اگر تو میری اس دعوت مباہلہ کے بعد بھی مباہلہ نہیں کرے گا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ جس نبوت کا تو نے اللہ پر افترا کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے اس سے توبہ نہیں کرے گا تو یہ مت سمجھنا کہ اس حیلہ سے تو بچ جائے گا بلکہ اللہ انتہائی ذلت کے ساتھ شدید عذاب سے تجھے ہلاک کرے گا اور تجھے رسوا کرے گا اور تجھے افترا کی سزا کا مزا چکھائے گا۔ اور وہ (ڈوئی) میری موت کا انتظار کرتا تھا۔ اور میں اس کی موت کا۔ میرا توکل اللہ پر تھا جو حق کی مدد کرنے والا ہے اور اس ملت (اسلامیہ) کا حامی ہے۔ اس کے بعد میں نے اس کی طرف لکھی ہوئی اپنی تحریر کو بلاد امریکہ میں بھرپور طریقہ سے شائع کر دیا، اور اس کی طرف لکھی گئی میری تحریرات امریکہ کے اکثر جرائد میں شائع ہوئیں۔ اور میرا یہ خیال ہے کہ میری اس تبلیغ کو ہزارہا اخبارات نے شائع کیا اور یہ اشاعت اتنی تعداد میں ہوئی کہ میں اس کا شمار نہیں کر سکتا اور صفحات قرطاس میں اتنی گنجائش نہیں کہ میں اس کو رقم کر سکوں۔ ہاں البتہ وہ امریکی جرائد جو مجھے بھیجے گئے اور جن میں میری تبلیغ اور میرے دعوت مباہلہ اور ڈوئی کے خلاف خدائی فیصلہ طلب کرنے کے لئے میری دعا کا ذکر تھا۔ تو میں نے مناسب سمجھا کہ ان میں سے بعض اخبارات کے نام حاشیہ میں لکھ دوں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ مباہلے کا معاملہ کوئی ڈھکا چھپا اور مخفی امر نہ تھا۔ بلکہ زمین کے مشرق، مغرب اور دنیا کے تمام اکناف میں شرقاً غرباً اور شمالاً جنوباً اس کی اشاعت کی گئی۔ اور اس اشاعت کی وجہ یہ تھی کہ ڈوئی شہرت میں بڑے بادشاہوں جیسا تھا۔ اور امریکہ اور یورپ کے بڑے اور چھوٹے طبقوں میں کوئی فرد ایسا نہ تھا جو اس کو پورے طور پر نہ جانتا ہو۔ اور ان ملکوں کے رہنے والوں کی نگاہوں میں اس کی عظمت اور شرف بادشاہوں کی طرح تھا۔ مزید برآں وہ بہت سفر کرنے والا شخص تھا۔ اور اپنے وعظ سے لوگوں کو شکاری کی طرح شکار کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اخبار والوں میں سے کسی نے اس مضمون کو چھاپنے سے کبھی انکار نہ کیا جو اسے اس کے متعلق بسلسلہ مباہلہ بھیجا جاتا۔ بلکہ اس کُشتی کے انجام کو دیکھنے کی شدید خواہش نے انہیں اس طباعت و اشاعت پر آمادہ کیا۔ اور جن اخبارات میں میری دعوت مباہلہ اور ڈوئی کے خلاف میری دعا چھپی وہ بہت سے امریکی اخبار ہیں لیکن ہم بطور نمونہ ان میں سے چند ایک کا ذکر اس حاشیہ میں کرتے ہیں۔ ☆

نمبر	اخبار کا نام اور تاریخ	خلاصہ مضمون کا ترجمہ
1	شکاگو انٹر پریٹر 8 جون 1903ء	مرزا غلام احمد پنجاب کے رہنے والے ہیں اور وہ ڈوئی کو دعوت مباہلہ دیتے ہیں۔ کیا خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ (ڈوئی) اس میدان میں نکلے گا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ڈوئی دعوائے نبوت میں مفتری اور کذاب ہے۔ اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسے ہلاک کرے اور اس کی پوری طرح بیخ کنی کرے۔ اور وہ (مرزا صاحب) کہتے ہیں کہ میں حق پر ہوں اور ڈوئی باطل پر ہے۔ اس لئے اللہ ہمارے درمیان یوں فیصلہ کرے گا کہ وہ کاذب کو ہلاک کرے گا اور صادق کی زندگی میں ہی اس کی بیخ کنی کرے گا۔ اور مرزا غلام احمد کہتے ہیں کہ میں ہی مسیح موعود ہوں اور حق صرف اسلام میں ہے۔
2	ٹیلیگراف 5 جولائی 1905ء	الفاظ کے معمولی تغیر سے مضمون مذکورہ بالا کے مطابق۔
3	ارگونات۔ سان فرانسسکو یکم دسمبر 1902ء	الفاظ کی معمولی تبدیلی سے مضمون مذکورہ بالا کے مطابق۔ مزید براں ایڈیٹر کہتا ہے کہ یہ طریق فیصلہ معقول طریق اور مبنی بر انصاف ہے۔ اور یقیناً جس شخص کی دعا قبول ہوگی وہی بلا شبہ حق پر ہوگا۔
4	ٹریری ڈائجسٹ نیو یارک 20 جون 1903ء	ڈوئی کو میری دعوت مباہلہ کا مفصل ذکر کیا گیا ہے اور میری اور اس کی تصویر کا عکس طبع کیا ہے باقی بیان مذکورہ بالا کے مطابق ہے۔
5	نیو یارک میل اینڈ ایکسپریس 28 جون 1903ء	’’دو مدعیوں کے درمیان مباہلہ‘‘ کے عنوان سے ذکر کیا ہے اور ڈوئی کے خلاف میری دعا کا ذکر کیا ہے۔ پھر اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ فیصلہ کن امر یہی ہے کہ کاذب، صادق کی زندگی میں ہلاک ہوگا۔ باقی بیان مذکورہ بالا مضمون کے مطابق ہے۔
6	ھیرلڈ روچسٹر 25 ؍جون 1903ء	اس اخبار نے اس امر کا ذکر کیا ہے کہ ڈوئی کو مباہلہ کے لئے بلایا گیا ہے۔ پھر اس نے تفصیل سے مذکورہ بالا بیان کا ذکر کیا ہے۔
7	ریکارڈ بوسٹن 27 ؍جون 1903ء	مذکورہ بالا کے مطابق ذکر ہے۔
8	ایڈورٹائزز 25 ؍جون 1903ء	مذکورہ بالا کے مطابق ذکر ہے
9	پائلٹ بوسٹن 27 ؍جون 1903ء	میرا اور ڈوئی کا ذکر کیا ہے بعد ازاں دعوت مباہلہ کا ذکر کیا ہے۔

نمبر	اخبار کا نام اور تاریخ	خلاصہ مضمون کا ترجمہ
10	پاتھ فائنڈر واشنگٹن 27 ؍جون 1903ء	مذکورہ بالا کے مطابق ذکر ہے۔
11	انٹر اوشن شکاگو 27 جون 1903ء	مذکورہ بالا کے مطابق ذکر ہے۔
12	ڈیموکریٹ کرانیکل روچسٹر 25 ؍جون 1903ء	مباہلہ کے ذکر کا عنوان اور باقی مذکورہ بالا کے مطابق ہے۔
13	شکاگو	مباہلہ کے ذکر کا عنوان اور باقی مذکورہ بالا کے مطابق ہے۔
14	برلنگٹن فری پریس 27 ؍جون 1903ء	مباہلہ کے ذکر کا عنوان اور باقی مذکورہ بالا کے مطابق ہے۔
15	روسٹر سپائی 27 ؍جون 1903ء	مباہلہ کے ذکر کا عنوان اور باقی مذکورہ بالا کے مطابق ہے۔
16	شکاگو انٹر اوشن 28 ؍جون 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
17	البنی پریس 25 ؍جون 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
18	جیکسنول ٹائمنر 28 ؍جون 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
19	بالٹی مور امیریکن 25 ؍جون 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
20	بفلو ٹائمنر 25 ؍جون 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
21	نیو یارک میل 25 ؍جون 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے

نمبر	اخبار کا نام اور تاریخ	خلاصہ مضمون کا ترجمہ
22	بوسٹن ریکارڈ 27 ؍جون 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
23	ڈیزرٹ انگلش نیوز 27 ؍جون 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
24	ہیلینا ریکارڈ یکم جولائی 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
25	گروم شائر گزٹ 17 جولائی 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
26	نونیٹن کرانیکل 17 ؍جولائی 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
27	ھیوسٹن کرانیکل 3 ؍جولائی 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
28	سونا نیوز 29 ؍جون 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
29	رچمنڈ نیوز یکم جولائی 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
30	گلاسگو ھیرلڈ 27 ؍اکتوبر 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
31	نیو یارک کمرشل ایڈورٹائیزر 26 ؍اکتوبر 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے
32	دی مارننگ ٹیلیگراف 18 ؍اکتوبر 1903ء	دعوت مباہلہ کا ذکر ہے اور ڈوئی کا ذکر ہے۔

منہ

(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 155 تا 161۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

"وہ حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔"

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عشق رسولؐ

غلام مصباح بلوچ۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

قسط نمبر 2 آخری

ایک طرف تو غیرت رسولؐ میں آپؓ اس طرح مورچہ بند تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لکھے جانے والے مضامین وکتب کو علم وعقل کے اسلحہ سے تباہ کیے جاتے تھے دوسری طرف ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظت میں آپؓ نے قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھنے کا ارادہ فرمایا اور اس تفسیر میں آپؓ نے مسلمانوں کی اس غلطی کی بھی نشاندہی فرمائی جس سے کہ دشمن اسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر حملہ کرنے کو موقع ملتا ہے چنانچہ گزشتہ تفاسیر کی موجودگی میں اپنی تفسیر قرآن کی غرض بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

"پہلے مفسرین نے اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق بہت بڑی خدمت قرآن کریم کی کی ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر وہ دو غلطیاں نہ کرتے تو ان کی تفاسیر دائمی خوبیاں رکھتیں (1) منافقوں کی باتوں کو جوانہوں نے مسلمانوں میں مل کر شائع کیں، ان تفاسیر میں جگہ دے دی گئی ہے اور اس وجہ سے بعض مضامین اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لیے ہتک کا موجب ہوگئے ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ب)

مسلمانوں کی اس غلطی کے علاوہ اپنی ان تحریری کاوشوں کی دوسری بڑی وجہ بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

"ہماری کتب میں یوروپین لوگوں کے زہریلے اثرات کا دفاع زیادہ مدنظر ہوتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ 352۔ تفسیر سورۃ الکوثر)

چنانچہ اس دفاع کے لیے آپؓ نے اُس وقت کے بڑے بڑے مستشرقین مثلاً جارج سیل (Geoge Sale)، سپرنگر (Aloys Sprenger)، راڈویل (John Medows Rodwell)، ولیم میور (William Muir)، نولڈیکے (Theodor Noldeke)، پادری وھیری (Elwood Morris Wherry) وغیرہ کی تنقید کا گہرا مطالعہ کیا اور ان کے مدلل جوابات دیے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استغفار کا حکم اور اس کی حقیقت، آپ ﷺ کے تعلق میں لفظِ ذَنب کا قرآنی استعمال اور اس کی حقیقت، آپ ﷺ کے استعاذہ کی حقیقت، آپ ﷺ کے نسیان کی حکمت اور آپ ﷺ کی شادیوں کی غرض وغیرہ جیسے مضامین پر سیر حاصل بحث کی ہے، یہی وہ موضوعات تھے جس میں دشمن کا کج رَو دماغ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ نیچا دکھانے کی کوشش کرتا تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں:

ہم جو کچھ کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور آپ ﷺ کے جلال کے اظہار کے لیے کہتے ہیں، کوئی ایسی بات اپنی زبان سے نہیں نکالتے جو آپ ﷺ کی شان کو کم کرنے والی اور آپ ﷺ کی عزت کو بٹہ لگانے والی ہو۔

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 367، زیر تفسیر سورۃ البروج آیت نمبر 11)

عاشق رسول ﷺ باپ کے عاشق رسول ﷺ بیٹے کا یہ کردار کتنا عظیم الشان اور حیرت انگیز ہے۔ آنحضرتؐ کے عالی مقام کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لیے جو جہاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کیا اُس کے متعلق حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ہی ایک عیسائی پروفیسر Sirajud Din, B.A. نے اپنے ایک مضمون بعنوان Mirza Ghulam Ahmad میں لکھا:

"All his writings resound with the one note that Christ died like all other mortals and is no longer living.... But he is determined to make him smaller than Mohammed at any cost."

(The Missionary Review of the World, Vol: XX No:10 page 751 October 1907 printed in the United States of America)

یعنی انہوں (مرزا غلام احمدؑ) نے ٹھان لی ہے کہ وہ اس (مسیح ناصری) کا مقام ہر حال میں محمدؐ سے چھوٹا (ثابت) کرکے دکھائیں گے۔

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اس اولوالعزم بیٹے کی خلافت کے زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسی جہاد کو رواں دواں دیکھ کر ایک اور مصنف E. J. Bolus M.A., B.D. وہی بات پھر دہراتے ہیں کہ

"The Ahmadiyya is determined at all costs to clear the character of the Prophet."

(The Influence of Islam by E. J. Bolus page 110, Lincoln Williams, Temple Bar Publishing Company Ltd. St. Martin's Court W.C.2 1932)

یعنی احمدیت ہر حال میں پُرعزم ہے کہ وہ نبیؐ کا کردار صاف ثابت کرکے دکھائیں گے۔

تفسیر کبیر میں آپؓ نے عصمت انبیاء کے مضمون پر بھی خوب قلم چلایا ہے اور انبیاء کرام پر لگے داغوں کو صاف کر کے اُن کا حقیقی مقام دکھلایا ہے۔ جہاں آپؓ نے عصمت انبیاء ثابت کی ہے وہاں خاتم النبیین ﷺ کا عالی مرتبہ ثابت کرکے ساتھ یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ لاریب انبیاء اُن الزامات سے پاک تھے جو اسرائیلیات نے لگائے تھے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اُن معصوم انبیاء کے مقام کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ سب سے بڑھ کر ہے اور عشق رسول ﷺ میں سرشار ہوکر یہ موازنہ آپؓ میرا محمد ﷺ اور میرا آقا کہہ کر بیان کرتے ہیں، چنانچہ سورۃ الانبیاء میں مذکور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بت توڑنے والا واقعہ بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

اوپر کی آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رسول کریمؐ سے ایک زبردست مقابلہ کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بھی بچپن میں فوت ہوگئے تھے اور محمد رسول اللہؐ کے والد بھی آپ کی پیدائش سے پہلے فوت ہوگئے تھے اور دونوں کو اُن کے چچاوں نے پالا تھا جو دونوں مشرک تھے۔ دونوں نے اپنے چچاوں کو توحید کی تبلیغ کی مگر دونوں نے توحید کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔.... پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی بُت توڑے اور محمدؐ رسول اللہ نے بھی بُت توڑے۔ جب اُن کی قوم کے لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے تھے اور محمدؐ رسول اللہ نے اس وقت بُت توڑے جبکہ دوپہر کا وقت تھا اور کعبہ کے پاس تمام لوگ جمع تھے ......ابراہیمؑ بے شک بڑا آدمی تھا مگر کتنا فرق ہے ابراہیمؑ میں اور میرے محمد ﷺ میں۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 530۔ تفسیر سورۃ الانبیاء زیر آیات نمبر 52-68)

اسی طرح ایک جگہ پر آنحضورؐ کے حالات کا موازنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات سے کرتے ہوئے آپؓ بیان کرتے ہیں:

غزوہ حنین کے موقعہ پر .... یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے کہ

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبُ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِب

اے لوگو! میں موعود نبی ہوں، میں جھوٹا نہیں، تم مجھے مار نہیں سکتے مگر میرے اس نشان کو دیکھ کر مجھے خدا نہ بنالینا، مَیں عبدالمطلب کا بیٹا اور انسان ہوں۔

کتنا عظیم الشان فرق ہے مسیحؑ میں اور میرے آقا میں۔ ...... وہ صرف دو گھنٹے صلیب پر لٹکا رہا اور اتنے عرصے میں ہی خدا تعالیٰ سے شکایت کرنے لگا کہ اے میرے خدا! اے میرے خدا ! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا (متی باب 27 آیت 47) مگر میرا محمدؐ ایسے دشمن کے نرغہ میں گھِر گیا جو دو طرف پہاڑیوں پر چڑھا ہوا تھا اور دونوں طرف سے اس پر تیراندازی کر رہا تھا.....مگر پھر بھی وہ اپنے خدا سے مایوس نہیں ہوا اور پھر بھی اُس نے یہی کہا کہ مَیں انسان ہوں خدا نہیں۔ کیسی اندھی ہے وہ دنیا جو اِن واقعات کے بعد بھی مسیحؑ کو آسمان پر چڑھاتی ہے اور محمدؐ رسول اللہ کو زمین میں دفن کرتی ہے۔ اگر آسمان پر کوئی چڑھ سکتا تھا تو محمدؐ رسول اللہ اور اگر زمین میں دفن ہونے کا کوئی مستحق تھا تو مسیحؑ ناصری۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 421,422۔ تفسیر سورۃ طٰہٰ زیر آیت نمبر 33)

آپؓ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے الہام میں بتا دیا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور جب آپؓ نے دنیا کے سامنے اُن علوم کا اظہار فرمایا تو اپنے علوم کے متعلق اس حقیقت کا بھی اعلان فرمایا کہ

قرآنی علوم کا دوسرا ماخذ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ج)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے قلم سے نکلے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پڑھنے کے لائق ہیں، آپؓ کے بیان کردہ واقعات اُسوہ رسول ﷺ کے نت نئے پہلو دکھاتے ہیں اور ایک پڑھنے والا اُن سے اپنے سیرت رسول ﷺ کی فہرست کے علم میں مزید اضافہ دیکھتا ہے۔ آپؓ کی تحریرات وخطبات سے اخذ کردہ سیرت رسول ﷺ کی سرخیوں کی ایک فہرست درج ہے:

آنحضرتؐ کی توحید سے محبت اور اس کے لیے غیرت، شرک کے خلاف جذبہ نفرت، قرآن کریم سے محبت اور اس کے احکام کی اطاعت، ذوق عبادت اور اس میں انہماک، ذکر الٰہی، عبدشکور بننے کی تڑپ، زہد وتقویٰ، کمال انکسار، کمال جرات، تبلیغ اسلام میں استقلال، مصائب پر کمال صبر، بے مثال قوتِ برداشت، غیر معمولی ضبطِ نفس، غیر معمولی تنظیمی قابلیت، جذبہ حب الوطنی، خیر وخواہی و ہمدردی مخلوق، لوگوں کے حقوق کا خیال، یتامیٰ کی خبر گیری، جذبہ احسان مندی، مہمان نوازی، بیویوں سے حسن سلوک، قریبی رشتہ داروں کا خیال، صلہ رحمی، دوسروں کے جذبات کا پاس، غرباء اور مساکین کے لیے تڑپ، جانوروں اور پرندوں سے نرم برتاو، قوم کی حالت پر درد و کرب اور ہدایت یابی کے لیے شدید غم، سکراتِ موت میں بھی مخلوق کی محبت کا جلوہ، خطرناک حالات میں بھی بے مثال اطمینان قلب، توکل علی اللہ، رسوم سے بیزاری، آپ ﷺ کی سادگی، اپنے جذبات کی قربانی، اپنے رشتہ داروں کی قربانی، اپنے دوستوں کے جذبات کی قربانی، مالی قربانی، عزت کی قربانی، وطن کی قربانی، آرام کی قربانی، حقوق کی قربانی، آئندہ نسل کی قربانی وغیرہ۔

آنحضرتؐ کی پاکیزہ سیرت اور آپ ﷺ کے پاک کلمات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ احادیث ہیں، حضور اکرمؐ صحابہ کرام کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی باتیں دوسروں تک پہنچائیں اور صحابہ خود بھی ذکر واذکار کے ذریعہ آپ ﷺ کی باتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بھی ہمیشہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اپنے فیصلوں اور منصوبوں میں مدنظر رکھا، خلافت جوبلی کے موقع پر مندرجہ ذیل وصیۃ الرسول ﷺ کی کثیر اشاعت کی تحریک فرمائی:

"وصیۃ الرسول ﷺ

برادرم !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جب کہ آپ ﷺ کی وفات قریب آگئی بطور وصیت سب مسلمانوں کو جمع کرکے فرمایا اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ (اور ابی بکرۃ کی حدیث میں ہے وَ اَعْرَاضَکُمْ) حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا۔ وُہی تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں (اور ابی بکرۃ کی روایت کے مطابق تمہاری عزتوں) کو خدا تعالیٰ نے حفاظت بخشی ہے یعنی جس طرح مکہ میں حج کے مہینہ اور حج کے وقت کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح پُرامن بنایا ہے اِسی طرح مومن کی جان اور مال اور عزت کی سب کو حفاظت کرنی چاہیے۔ جو اپنے بھائی کی جان، مال اور عزت کو نقصان پہنچاتا ہے گویا وہ ایسا ہی ہے جیسے حج کے ایام اور مقامات کی بے حرمتی کرے۔

پھر آپ ﷺ نے دو دفعہ فرمایا کہ جو یہ حدیث سنے، آگے دوسروں تک پہنچادے۔ مَیں اِس حکم کے ماتحت یہ حدیث آپ تک پہنچاتا ہوں۔ آپ کو چاہیے کہ اِس حکم کے ماتحت آپ آگے دوسرے بھائیوں تک مناسب موقع پر یہ حدیث پہنچادیں اور انہیں سمجھا دیں کہ ہر شخص جو یہ حدیث سُنے اُسے حکم ہے کہ وہ آگے دوسرے مسلمان بھائی تک اس کو پہنچاتا چلا جائے۔ والسلام۔ خاکسار

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

(الفضل 3 جنوری 1940ء صفحہ 7)

اسی طرح اگست 1917ء میں جماعت احمدیہ کا ایک وفد عیسائیوں سے مباحثہ کی غرض سے بمبئی گیا، اس وفد کے امیر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر چند ہدایات تحریر فرما کر امیر وفد کو دیں جن میں ایک ہدایت یہ تھی:۔ غریب، امیر، متوسط الحال جو کوئی آئے اُس کی

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم ۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 438

جلسہ سالانہ قادیان 2016 میں عرب احباب کی شرکت (4)

گزشتہ تین اقساط میں ہم نے جلسہ سالانہ قادیان میں عربوں کی شرکت کے حوالے سے بعض امور کا تذکرہ کیا تھا، اس سلسلہ کی یہ آخری قسط ہے جس میں کچھ مزید تبصرے، جذبات اور بعض اہم امور بیان کئے جائیں گے۔

قادیان کی زیارت کرنے والے احباب اس بستی کو مختلف زاویوں سے دیکھتے ہیں، کوئی پرانی تاریخ کو سامنے رکھ کر اس کے دریچوں سے اس بستی اور اس کے مقامات کی زیارت کر رہا ہوتا ہے، اور کوئی دینی نصوص کو ذہن میں مستحضر کر کے اس بستی کی سیر کرتا ہے، کوئی خالصۃً صحت نیت اور قصد تعبّد سے ان مقامات میں داخل ہوتا ہے تو کوئی عقیدتوں کے پھول نچھاور کرتے ہوئے زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔ زیارتیں کرنے والوں کی اکثریت اس بارہ میں اپنے تجربات لکھتی ہی نہیں ہے اور بہت سے زائر ایسے بھی ہیں جو لکھنا چاہتے ہیں لیکن اپنے جذبات کی ترجمانی نہیں کر سکتے۔ لیکن جب عقیدت بھی ہو اور جذبات کا دھارا بھی بہہ رہا ہو اور ان کی ترجمانی کے لئے قوت بیان اور الفاظ بھی ساتھ دیں تو یقیناً ایک مؤثر تحریر جنم لیتی ہے۔

عرب احباب میں سے بھی بعض نے مختلف زاویوں سے اس بستی کی زیارت کرنے کے بعد اپنے جذبات لکھنے کی کوشش کی۔ ان میں مکرم فتحی عبدالسلام صاحب بھی تھے۔ انہوں نے ایک خاص جذباتی کیفیت میں ان مقامات کی زیارت کی اور پھر اس کے بارہ میں اپنے خاص جذباتی انداز میں لکھا۔ ہم ان کے ان جذبات کا خلاصۃً ترجمہ قارئین کرام کے لئے پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

متفرق افکار وجذبات وتبصرے

☆ میرا تعلق مصر کی ایک معمولی سی بستی سے ہے۔ یہ محض خدا کا فضل اور میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ مجھ جیسے معمولی شخص کو اس بستی کی زیارت نصیب ہوئی جس کے ذروں نے مسیحا کے قدم چومے۔ قادیان کی بستی میں بہت سی عمارتیں بن گئیں، آبادی بڑھ گئی اور راستے بن گئے، لیکن اس میں ابھی تک اس خاک کی خوشبو رچی بسی ہے جس پر خدا کے نبی اور مسیح محمدی کے قدم پڑے تھے۔

☆ خدا تعالیٰ جو حیّ وقیوم ہے وہ اس شخص کے لئے ہمیشہ کی زندگی مقدر کر دیتا ہے جو روحانی طور پر مرے ہوئے لوگوں میں زندگی کا پانی تقسیم کرتا ہے۔ میں نے جو کچھ پڑھا تھا اس کی بناء پر میرے ذہن میں قادیان کی ایک تصویر بنی ہوئی تھی۔ قادیان کی زیارت کے ساتھ ہی وہ تصویر مکمل ہوگئی اور میں نے اپنی آنکھوں سے اس بستی کو دیکھ لیا جس میں مسیح محمدی نے اسلام کا دفاع کر کے اسے زندہ مذہب کے طور پر منوایا تھا اور روحانی مُردوں میں آبِ حیات کے جام تقسیم کئے تھے۔ لوگوں کو زندگی بخش جام پلانے والا خود کیسے مر سکتا ہے۔ وہ مسیح محمدی زندہ نبیؐ کا غلام تھا اور اپنے آقا کے نقش قدم پر چل کر وہ بھی ہمیشہ کی زندگی پا گیا۔

☆ قادیان میرے خیال کی دنیا میں ایک بستی کی شکل میں قائم تھی۔ اور جب حقیقت میں اسے دیکھا تو یہ جان کر حیرانی ہوئی کہ باوجود اس کے کہ اب یہ ایک شہر کی شکل اختیار کر گئی ہے لیکن بستی کا رنگ ابھی بھی اس پر غالب ہے اور ایسے لگتا ہے کہ اس شہر نے بستی کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے۔

☆ دنیا کی شاید ہی کوئی قوم ایسی گزری ہوگی جس میں اتنے کم عرصہ میں اس قدر بڑی تعداد میں مبلغین، معلمین اور داعیان الی اللہ پیدا ہوئے ہوں جتنے اس مسیح محمدی کی قوم میں پیدا ہوئے ہیں۔

☆ قادیان میں مجھے دو عالَم دکھائی دیئے۔ ایک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا عالَم تھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الدّار اور اس میں موجود مقامات مقدسہ اور بہشتی مقبرہ اور جماعت کے دفاتر وغیرہ تھے، اور دوسرا عالم غیر احمدیوں کا ہے جو احمدیوں کے ساتھ نہایت امن وسلامتی، دوستی اور اچھی ہمسائیگی کے جذبات کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کر مجھے مدینہ کا وہ معاشرہ یاد آ گیا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر غیر مسلموں کے ساتھ امن وسلامتی کے ساتھ رہنے کی بنیاد ڈالی تھی۔

☆ تاریخ کے مطالعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ تقسیم ہند کی ابتدائی حد بندی کے مطابق یہ حصہ جس میں قادیان واقع ہے پاکستان میں شامل تھا لیکن اچانک اسے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔ اس میں یقیناً خدا تعالیٰ کی حکمتیں شامل ہوں گی۔ اور ایک یہ بھی ہے کہ پاکستان میں جلسوں پر پابندی لگ گئی لیکن قادیان میں جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قائم رکھے۔ آمین۔

☆ کتنی عجیب بات ہے کہ مسیح اوّل کی قبر بھی ہندوستان میں ہے اور تقسیم ملک کے وقت مسیح ثانی کی قبر بھی خدا کی مشیت کے مطابق ہندوستان میں ہی رہی۔

☆ قادیان میں ہم نے لالہ ملاوامل کے پوتے کی دکان بھی دیکھی۔ ملاوامل وہی ہندو نوجوان تھا جسے ٹی بی ہوگئی تھی اور نوبت موت تک جا پہنچی تھی۔ پھر وہ مسیح موعود علیہ السلام سے دعا کا ملتمس ہوا اور حضور علیہ السلام نے جب دعا کی تو خدا تعالیٰ نے شفا کی نوید سنائی اور پھر وعدہ کے مطابق شفا پا کر ملاوامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام الٰہی کی سچائی اور آپ کے معجزۂ استجابت دعا کی صداقت پر ایک دلیل بن گیا۔

قادیان کی وسعت

قادیان کی چھوٹی سی بستی کو میں نے نہایت وسیع پایا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وسعت میں دنیا کے ہر احمدی کا دل بھی شامل ہے، اس میں دنیا کی ہر احمدی مسجد کی جگہ بھی شامل ہے، اس کی وسعت میں ہر مرکزِ جماعت اور ہر دار الضیافت بلکہ ہر احمدی کا گھر بھی شامل ہے، اس میں دنیا میں پھیلی ہوئی احمدیت کی کتب، رسائل اور اخبارات کے صفحات کی جگہ بھی شامل ہے۔ اس بستی سے نکلنے والے پیغام اور اس کو ماننے والے مبارک لوگ اس کی وسعتوں میں اضافہ کرتے چلے جا رہے ہیں اور یوں یہ روحانی مملکت چار دانگ عالم میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ ایسے لگتا ہے اس کے روحانی انوار کی تاریں ساری دنیا میں جماعت کے مراکز تک پہنچی ہوئی ہیں اور ہر جگہ اسی نور کی تجلّی نظر آتی ہے جو اس بستی کے در و دیوار اور مناروں سے پھوٹ رہا ہے۔

بعض زیارتوں کا احوال

بیت الدعا، بیت الفکر و مسجد مبارک کی زیارت کے وقت وہاں لکھی ہوئی ایک عبارت پڑھی تو میری آنکھیں چھلک پڑیں اور میں نے دعا کی کہ یا الٰہی میرا ان مقامات میں دخول حسن نیت، قصدِ تعبّد اور اخلاص تام سے عبارت کر دے۔ پھر قادیان کی مساجد میں نمازیں ادا کرتے وقت اور مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر حاضری اور ہوشیار پور اور لدھیانہ میں مقامات کی زیارت کے وقت بھی جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہو گیا اور اکثر اوقات چہرہ کو آب چشم کا غسل میسر آتا رہا۔

مزار مبارک پر جذبات کا بیان

قادیان میں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے کھڑا ہوا تو تصور کی آنکھ میں تمناؤں کو جھلکتے ہوئے دیکھ کر کہہ اٹھا کہ اگر مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات اور بات کرنے کی سعادت ملتی تو مَیں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچا کر عرض کرتا کہ اے مسیح محمدی جس طرح تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک کی زیارت کرنے اور وہاں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنانے کی خواہش کا اظہار کیا تھا اسی طرح آج ہم عرب تیرے پاس آ کر کہتے ہیں کہ ہمیں تیرے اور ہم سب کے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دیار کے بعد تجھ سے اور تیرے دیار سے اس قدر محبت ہے کہ ہم اس بستی کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانا چاہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی حکمتیں اور قدرتیں

مَیں نے تاریخ میں پڑھا تھا کہ جب پنجاب میں متشدد سکھوں کی حکومت تھی تو اذان دینے والے کی زبان کاٹ دی جاتی تھی، بعض مساجد کو اصطبل بنا دیا گیا تھا، دینی آزادی مفقود تھی اور اسلامی لٹریچر پر اس حد تک پابندی لگا دی گئی تھی کہ بعض متدیّن لوگ تمنا کرتے تھے کہ کاش اپنی زندگی میں صحیح بخاری کے چند اوراق ہی دیکھ لیں۔ ایسے میں مسیح محمدی اور آپ کے پیروکاروں کی مذہبی آزادی کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ایسا انقلاب پیدا فرمایا کہ اس ظالم حکومت سے اس سارے علاقے کو نجات مل گئی اور ایک ایسی حکومت آ گئی جس نے مذہبی آزادی کو قائم کر کے ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ لیکن قربان جاؤں خدا تعالیٰ کی حکمتوں کے کہ کل جو سکھ اذان دینے والے مسلمان کی زبان کاٹنے کے درپے ہوتا تھا اور اسے مسجد میں جانے سے روکتا تھا آج وہی سکھ وردی پہنے اذان اور نماز کے وقت قادیان کی مساجد کے باہر کھڑا پہرہ دے رہا ہوتا ہے۔

آنے والا آچکا!

زیارت قادیان کے دوران میں نے قادیان کا ریلوے سٹیشن بھی دیکھا۔ اس وقت تو وہاں کوئی ریل گاڑی نہ تھی لیکن ایک روز صبح کے وقت میں نے ریل کی سیٹی سنی تو ایسے لگا جیسے وہ اعلان کر رہی ہو کہ اے لوگو غفلت کی نیند سے جاگ جاؤ اور سن لو کہ لمبے سفروں کے لئے اونٹوں کی سواری اب ختم ہوگئی ہے اس کی جگہ سفر کے نئے وسیلے نکل آئے ہیں۔ اے سونے والو جاگ جاؤ کہ خدا کی اور اس کے نبی کی بات پوری ہوگئی ہے اور ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے وقت جس مبعوثِ سماوی نے آنا تھا وہ آچکا ہے، آؤ اور اس کو قبول کر لو۔

شکر اور نصیحت

جب میں قادیان آیا تو اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے موت سے پہلے اپنے مسیح کی بستی کی زیارت کا شرف عطا فرما دیا۔ یہاں مجھے احساس ہوا کہ کاش میں نے ہوش کی عمر سے ہی رقت کے ساتھ دعا کی ہوتی تو کیا بعید تھا کہ آج سے کئی سال قبل ہی اللہ تعالیٰ مجھے مسیح محمدی کی بیعت کی سعادت عطا فرما دیتا اور میں کئی سال قبل یہاں آ کر برکات سے فیضیاب ہو چکا ہوتا۔ اس صورت میں میری اور میرے اہل خانہ کی حالت ہی کچھ اور ہوتی۔ یہ سوچ کر جہاں مجھے احمدیت سے قبل گزرے ہوئے وقت کے بارہ میں حسرت اور افسوس ہوا وہاں میں نے کہا کہ کاش دیگر لوگ میری طرح یہ غلطی نہ کریں اور خدا تعالیٰ سے ہدایت کی دعا میں لگ جائیں اور بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ انکی دعائیں سن کر انہیں امام الزمان پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرما دے اور انہیں میری طرح گزری ہوئی عمر پر حسرت اور ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ایمان افروز مجالس

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قادیان میں قیام کے دوران عربوں کے ساتھ بعض ایمان افروز مجالس بھی ہوئیں۔ ایک مجلس میں مکرم محمد حمید کوثر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان صحابہ کرام کے ایمان افروز واقعات سنائے جن سے انہیں ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اسی طرح بعض تاریخی، تبلیغی اور تربیتی امور پر بھی روشنی ڈالی۔ ایک مجلس میں مکرم محمد الیاس منیر صاحب مبلغ جرمنی کو دعوت دی گئی۔ انہوں نے دو نشستوں میں اپنی اسیری کی داستان اور دیگر اسیران راہ مولیٰ کے واقعات سنائے۔ ہر دو مجالس نہایت ایمان افروز اور علمی وتربیتی اعتبار سے بہت مفید ثابت ہوئیں۔

قادیان سے واپسی کا سفر

قادیان سے واپسی کا سفر کتنا مشکل ہے یہ اس بستی کی زیارت کرنے والے ہی بتا سکتے ہیں۔ جوں جوں انسان ان مقدس مقامات سے دور ہوتا جاتا ہے دل کی کیفیت عجیب ہوتی جاتی ہے۔ تیونس کے احمدی مکرم محسن لحفاوی صاحب نے ایک روز قبل ہی ان لمحات کا تصور کر کے ایک آزاد نظم لکھی تھی لیکن کسی کو سنائی نہ تھی۔

قادیان سے ایک ہی دن رخصت ہونے والے عربوں کی تعداد دس کے قریب تھی۔ ہم نے امرتسر ریلوے سٹیشن پر پہنچنے کے لئے ایک بڑی وین کرائے پر لے لی۔ جب یہ وین بہشتی مقبرہ کے قریب سے گزر رہی تھی تو اس میں سوار احباب کی حالت عجیب تھی۔ درد فراق سے دل پھٹے جا رہے تھے۔ ایسے میں مکرم محسن لحفاوی صاحب نے اپنی نظم پڑھنا شروع کر دی۔ اسے سن کر سب کے جذبات آنکھوں کے راستے چھلکنے لگے۔ جب محسن صاحب نظم سنا چکے تو سب نے دوبارہ سنانے کا کہا کیونکہ نظم کے الفاظ ان کے جذبات کی ترجمانی کر رہے تھے اور یوں دیر تک یہ کیفیت جاری رہی۔

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اس بستی کی زیارت کرنے اور روحانی استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

انسان کی کم علمی اور کسی چیز کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنا یا اس چیز کا اس کو حاصل نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں بن جاتا کہ وہ چیز نہیں ہے یا اس کا وجود نہیں ہے۔ پس یہی اصول خدا تعالیٰ کے وجود کی پہچان کے لئے بھی ضروری ہے۔ ذاتی تجربہ تو اللہ تعالیٰ کے وجود کا اُس وقت ہوگا جب اس کی طرف انسان قدم بڑھائے گا۔ لیکن علمی لحاظ سے بھی بے شمار باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کا پتا دیتی ہیں۔ قرآن کریم میں بیشمار پیشگوئیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کے کلام کی صداقت کا پتا دیتی ہیں۔

یہ زمانہ فسادِ عظیم کی انتہا پہ پہنچا ہؤا ہے۔ حکومتیں بھی آزادیوں کے نام پر گناہ کے قانون پاس کرتی ہیں۔ مسلمان ملکوں کو دیکھ لیں۔ ہر ملک میں فساد ہے۔ مسلمان ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ دنیاوی وسیلوں اور انسانی طاقتوں سے یہ فسادِ عظیم رکنے والا نہیں کیونکہ نام نہاد امن قائم کرنے والے بھی وہی ہیں اور فساد پیدا کرنے والے بھی وہی ہیں۔ داعش ایک دہشتگرد تنظیم ہے۔ اس کی خلافت کے حوالے سے دنیا میں ایک خوف پیدا کیا گیا ہے اور اس کو سپورٹ کرنے والے، اس کی مدد کرنے والے، اس پر سخت ہاتھ نہ ڈالنے والے یا جو سخت ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں ان کو ہاتھ ڈالنے سے روکنے والے یہی طاقتیں ہیں۔

خلافت جو چلنی ہے وہ مسیح موعود کی خلافت ہے، اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ الٰہی قوتیں اور طاقتیں اس زمانے کی تنویر کے لئے درکار ہیں۔ اس زمانے میں اگر کوئی روشنی پھیلنی ہے تو الٰہی طاقتوں سے۔ پس یہ روشنی اگر مل سکتی ہے تو الٰہی قوتوں کے ذریعہ سے نہ کہ دنیاوی حیلوں کے ذریعہ سے اور اس کے لئے مسیح موعود کا ہاتھ پکڑے بغیر چارہ نہیں، جو مرضی کوشش کرلیں۔ اگر دنیائے اسلام میں امن قائم کرنا ہے، اگر اندھیروں سے روشنی کی طرف جانا ہے تو مسیح موعود اور مہدی معہود کا ہاتھ پکڑنا ضروری ہے اور پکڑنا ہوگا۔ اس کے علاوہ اب شرور سے بچنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

اسلام کی ترقی جو مسیح موعود کے ذریعہ ہونی تھی اور آپ کے جاری نظامِ خلافت کے ذریعہ ہونی تھی اور ہو رہی ہے اس پر بھی حاسدوں کو حسد ہے اور جوں جوں جماعت ترقی کرتی جائے گی یہ حسد بڑھتی جائے گی۔

برطانیہ میں رمضان المبارک کے آخری روز امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کی لطیف تفسیر پر مشتمل درس۔ فرمودہ مورخہ 06/جولائی 2016ء بمطابق 06/وفا 1395 ہجری شمسی بمطابق 30/رمضان 1437 ہجری قمری بمقام مسجد فضل لندن

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ۔ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (سورۃ الاخلاص)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ (سورۃ الفلق)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ مَلِكِ النَّاسِ۔ اِلٰهِ النَّاسِ۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔ (سورۃ الناس)

پہلی سورۃ، سورۃ اخلاص، اس کا ترجمہ یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ اللہ بے احتیاج ہے۔ لَمْ يَلِدْ۔ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ نہ اس نے کسی کو جنا، نہ وہ جنا گیا۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور اس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

سورۃ اخلاص میں کامل توحید کا بیان کیا گیا ہے۔ یہ کہ خدا تعالیٰ کی ذات موجود ہے۔ یہ کہ خدا تعالیٰ کی ذات منفرد ہے، وہ یکتا ہے۔ اور یہ کہ وہ اپنی صفات میں واحد ہے، اس کی صفات کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

یہ جو خدا تعالیٰ کے نہ ماننے والے ہیں آجکل ان کی تعداد بڑی بڑھتی جارہی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا کوئی وجود نہیں ہے اور اس چیز نے اکثریت کو مذہب سے دُور کردیا ہے۔ اس شک میں مبتلا ہیں اور دوسروں کو بھی اس شک میں ڈالتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا کوئی وجود نہیں ہے۔ قرآن اعلان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہے۔ تم اندھے ہو، تمہیں نظر نہیں آتا۔ تم دنیا میں ڈوبے ہوئے ہو تمہیں کس طرح خدا تعالیٰ اپنے وجود کا ثبوت دے۔ ہر دنیاوی کام کے لئے انسان کوشش کرتا ہے، جہاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ چاہتے ہیں کہ بغیر کوشش کے مل جائے، کچھ تردد نہ کرنا پڑے۔ اور وہی لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے اور یہی چیز ہے جو انہیں شرک میں مبتلا کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) یعنی اور وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ:

”جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور ہماری طلب میں کوشش کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں انہی کے لئے ہمارا یہ قانون قدرت ہے کہ ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دیا کرتے ہیں۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 117)

کوشش کو انتہا تک پہنچانا ضروری ہے۔ صرف کوشش نہیں۔ آدھے راستے میں چھوڑ نہیں دینا۔

پھر آپ نے مزید وضاحت کے طور پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

”جو لوگ ہماری راہ میں جو صراط مستقیم ہے مجاہدہ کریں گے تو ہم ان کو اپنی راہیں بتلا دیں گے“ (فرمایا کہ) ”اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہیں وہی ہیں جو انبیاء کو دکھلائی گئیں تھیں۔“

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 352)

پس ذاتی تجربہ تو اللہ تعالیٰ کے وجود کا اُس وقت ہوگا جب اس کی طرف انسان قدم بڑھائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے شرط لگائی ہے۔ انسان کی کم علمی اور کسی چیز کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنا یا اس چیز کا اس کو حاصل نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں بن جاتا کہ وہ چیز نہیں ہے یا اس کا وجود نہیں ہے۔ پس یہی اصول خدا تعالیٰ کے وجود کی پہچان کے لئے بھی ضروری ہے۔ یہ تو ہے ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اس کی پہچان کرنا اور اس کے وجود کا علم ہونا لیکن علمی لحاظ سے بھی بے شمار باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کا پتا دیتی ہیں۔ قرآن کریم میں پیشگوئیاں ہیں، بیشمار پیشگوئیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کے کلام کی صداقت کا پتا دیتی ہیں۔ مثلاً قرآن کریم میں سورۂ رحمٰن میں سمندروں کو ملانے کی پیشگوئی ہے کہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ (الرحمن: 20) کہ دو سمندروں کو ملا دے گا جو بڑھ بڑھ کے ملیں گے۔ مشرق میں بھی، مغرب میں بھی اس کے نمونے موجود ہیں۔ سویز کنال ہے، پانامہ کنال ہے سمندروں کو ملانے والی۔

پھر قرآن کریم میں اَور بھی بہت سی جگہ پیشگوئیاں ہیں۔ مثلاً سورۃ تکویر میں ہی پرانی سواریوں کو ترک کرنے کی، نئی اور آسان سواریوں کی ایجاد کی پیشگوئیاں ہیں جس سے فاصلے کم ہوجائیں گے، دنیا ایک ہوجائے گی۔ چودہ سو سال پہلے ان باتوں کی خبریں کس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں۔ اُسی خدا نے جو کہتا ہے کہ مَیں ہوں اور یکتا ہوں اور تمام صفات میں کامل ہوں۔ جو عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَة خدا ہے۔ وہ علیم و خبیر ہے۔ تو یہ پیشگوئیاں پوری بھی ہوگئیں اور ہو بھی رہی ہیں اور کوئی بھی نہیں جو کسی بھی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا ان باتوں میں شریک ہو۔ پھر وہ سائنس کی باتیں ہیں جو آج دریافت ہو رہی ہیں۔ چودہ سو سال پہلے کے انسان کو پتا نہیں لگ سکتیں۔

پس ہزاروں سال پرانی باتوں سے لے کر آج تک اور آئندہ کی خبریں دینے والا خدا ہے جو ازل سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ سب طاقتوں والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سورۃ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کس لطافت اور عمدگی سے ہر یک قسم کی شراکت سے وجود حضرت باری کا منزّہ ہونا بیان فرمایا ہے۔

اس کی تفصیل آپ نے یہ بیان فرمائی کہ عقل کی رُو سے شرکت چار قسم کی ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وجود جو ہے ہر قسم کی شراکت سے پاک ہے۔ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ اور عقل کی رُو سے چار قسموں سے اس کو ناپا جاسکتا ہے۔

پہلی بات عدد میں۔ یعنی تعداد کے ذریعہ دیکھا جائے۔ اگر کسی کے مقابل میں دو تین یا ایک آدھ شخص بھی ہو تو اس کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ پس عدد میں وہ ایک ہے۔ اور یہ اس کا دعویٰ ہے اور دعویٰ کے ثبوت ہیں۔

دوسری بات مرتبہ میں۔ مرتبہ میں کوئی اس کے برابر نہیں۔

تیسری بات نسب میں۔ خاندان نسب اس کے لحاظ سے دیکھا جاتا ہے، قومی لحاظ سے دیکھا جاتا ہے۔

چوتھی بات فعل اور تاثیر میں۔

فرمایا کہ اس سورۃ میں ان چاروں قسموں کی شراکت سے خدا تعالیٰ کا پاک ہونا بیان فرمایا ہے اور کھول کر بتا دیا کہ وہ اپنے عدد میں ایک ہے۔ دو یا تین نہیں۔ اور وہ صمد ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور کسی کا محتاج نہیں اور اس کو فنا نہیں ہے۔ اس کی صفت صمد ہونے کا تقاضا یہ ہے جس کو سمجھنا بڑا ضروری ہے۔ اور صفت صمد یہ ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور ہر چیز اس کی محتاج ہے اور اس میں وہ منفرد اور یگانہ ہے۔ دنیا میں کوئی اور ایسی ہستی نہیں جو خود محتاج نہ ہو اور جس کی ہر چیز محتاج ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کا وجود میں آنا ممکن ہے اور ایک وقت کے بعد ہر چیز نے ہلاک بھی ہوجانا ہے۔ کوئی بھی چیز، جس کو بھی ہم دیکھیں وہ ایک وقت میں وجود میں آئی اور آخر میں اس نے فنا ہونا ہے اور ختم ہوجانا ہے۔ پھر لاکھوں سال پرانی باتیں۔ ازل سے، دنیا کی ابتدا سے، کائنات کی ابتدا سے وہ باتیں جو آج سائنسدان ثابت کررہے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پہلے بتا دیا۔ تو یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کا علم ان چیزوں پر حاوی تھا۔ اس لئے کہ وہ ہمیشہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا اور یہ دعویٰ بھی ثابت کرتا ہے کہ اگر وہ لاکھوں کروڑوں

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

انتظامیہ کو ہمیشہ یادرکھنا چاہئے کہ ہر کام کے اعلیٰ نتائج پیدا کرنے کے لئے مستقل مزاجی شرط ہے۔ شروع میں تو ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو بڑے جوش سے کام شروع کرتے ہیں لیکن پھر کچھ عرصے بعد سستی پیدا ہونی شروع ہوجاتی ہے۔ یہ انسانی فطرت بھی ہے۔ افراد میں سستی پیدا ہونی اتنے خطرناک نتائج پیدا نہیں کرتی گو کہ یہ بھی بہت قابل فکر بات ہے لیکن نظام میں سستی پیدا ہونا تو انتہائی خطرناک ہے۔
اگر افراد کو توجہ دلانے والا نظام ہی سست ہوجائے یا اپنے کام میں عدم دلچسپی کا اظہار کرنے لگ جائے تو پھر افراد کی اصلاح بھی مشکل ہوجاتی ہے۔

ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی اپنے کام اور خاص طور پر وہ کام جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا مقصد پیدائش قرار دیا ہے اس میں ایسی منصوبہ بندی کریں اور ایسا پروگرام بنائیں کہ وقت کے ساتھ سستی اور کمزوری کی بجائے ہر دن ترقی کی طرف لے جانے والا ہو۔ ہماری عبادتوں کی ترقی ہی ہمیں کامیابیاں دلانے والی ہے۔ پس یہ بہت اہم چیز ہے۔ تمام نظام کو اس بارے میں بہت سنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے۔ لجنہ اماء اللہ کو بھی اس بارے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

بچوں کی نمازوں کی گھروں میں نگرانی کرنا اور انہیں نمازوں کی عادت ڈالنا اور مردوں اور نوجوانوں کو مسجدوں میں جانے کے لئے مسلسل توجہ دلاتے رہنا یہ عورتوں کا کام ہے۔ اگر عورتیں اپنا کردار ادا کریں تو یہ غیر معمولی تبدیلی پیدا ہوسکتی ہے۔

میں یہاں ایسے لوگوں کی درستی کرنا چاہتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ نہ ہمیں نمازوں کے متعلق کہو، نہ پوچھو کیونکہ یہ ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے۔ کئی عورتوں کی شکایت آتی ہے کہ اگر ہم اپنے خاوندوں کو توجہ دلائیں تو وہ لڑنا شروع ہوجاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ یہ بیشک بندے اور خدا کا معاملہ ہے لیکن توجہ دلانا اور پوچھنا نظام جماعت کا کام ہے۔ اسی طرح بیویوں کا بھی کام ہے بلکہ فرض ہے۔

جس نظام سے اپنے آپ کو منسلک کر رہے ہیں اگر وہ اپنی جماعت کا جائزہ لینے کے لئے نمازوں کی ادائیگی کے بارے میں استفسار کرتا ہے تو بجائے چڑنے اور غصہ میں آنے کے تعاون کرنا چاہئے۔

نمازوں سے متعلق بعض مسائل مثلاً رفع یدین، فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، قیام کے دوران ہاتھ کہاں باندھنے چاہئیں، تشہد میں انگلی اٹھانے، رکوع وسجود میں قرآنی دعائیں پڑھنے، رکوع میں شامل ہونے پر رکعت مکمل ہونے، قضا نماز کی صورت میں نمازوں کی ادائیگی میں ترتیب کا خیال رکھنے، نماز سے قبل وبعد سنتوں کی ادائیگی، امامت کو بطور پیشہ اپنانے، غیر احمدی امام کے پیچھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکفر ومکذب کے پیچھے نماز پڑھنے جیسے فقہی امور سے متعلق اس زمانہ کے حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے احباب جماعت کی رہنمائی

الجزائر میں احمدیوں کی شدید مخالفت، پولیس اور عدلیہ کی طرف سے بے انصافی اور ظالمانہ کارروائیوں کا تذکرہ اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے خصوصی طور پر دعا کی تحریک۔
اللہ تعالیٰ وہاں احمدیوں کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے اور انہیں ثبات قدم بھی عطا فرمائے اور مخالفین اور جو دشمن اسلام ہیں، جو دشمن احمدیت ہیں وہ جو حرکتیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے شر ان پر الٹائے اور اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ان ظالموں سے اپنی پناہ میں رکھے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27 جنوری 2017ء بمطابق 27 صلح 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ خطبہ میں میں نے نمازوں کی اہمیت اور ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کئی لوگوں کے مجھے ذاتی خط اس طرف توجہ دینے کے لئے آئے اور اپنی سستیوں پر شرمندگی کا اظہار کیا۔ کئی جگہ سے جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں سے خط آئے کہ واقعی اس معاملے میں سستی ہے۔ آئندہ سے اس طرف توجہ کا مضبوط پروگرام بنا رہے ہیں اور یہ بھی کہ انشاء اللہ آئندہ بھرپور کوشش کریں گے کہ سستیاں دور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کی توفیق دے اور ہماری مساجد حقیقت میں آبادی کے بھرپور نظارے پیش کرنے والی ہوں۔ لیکن انتظامیہ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر کام کے اعلیٰ نتائج پیدا کرنے کے لئے مستقل مزاجی شرط ہے۔ شروع میں تو ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو بڑے جوش سے کام شروع کرتے ہیں لیکن پھر کچھ عرصے بعد سستی پیدا ہونی شروع ہوجاتی ہے۔ یہ انسانی فطرت بھی ہے۔ افراد میں سستی پیدا ہونی اتنے خطرناک نتائج پیدا نہیں کرتی گو کہ یہ بھی بہت قابل فکر بات ہے لیکن نظام میں سستی پیدا ہونا تو انتہائی خطرناک ہے۔ اگر افراد کو توجہ دلانے والا نظام ہی سست ہوجائے یا اپنے کام میں عدم دلچسپی کا اظہار کرنے لگ جائے تو پھر افراد کی اصلاح بھی مشکل ہوجاتی ہے، اور ایک فطری تقاضے کے تحت اُن میں جو سستی پیدا ہوتی ہے اس کی اصلاح ہونا مشکل ہوجاتا ہے۔

پس ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی اپنے کام اور خاص طور پر وہ کام جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا مقصد پیدائش قرار دیا ہے اس میں ایسی منصوبہ بندی کریں اور ایسا پروگرام بنائیں کہ وقت کے ساتھ سستی اور کمزوری کی بجائے ہر دن ترقی کی طرف لے جانے والا ہو۔ ہماری عبادتوں کی ترقی ہی ہمیں کامیابیاں دلانے والی ہے۔ پس یہ بہت اہم چیز ہے۔ تمام نظام کو اس بارے میں بہت سنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے۔ لجنہ اماء اللہ کو بھی اس بارے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

بچوں کی نمازوں کی گھروں میں نگرانی کرنا اور انہیں نمازوں کی عادت ڈالنا اور مردوں اور نوجوانوں کو مسجدوں میں جانے کے لئے مسلسل توجہ دلاتے رہنا یہ عورتوں کا کام ہے۔ اگر عورتیں اپنا کردار ادا کریں تو یہ غیر معمولی تبدیلی پیدا ہوسکتی ہے۔

اسی طرح میں یہاں ایسے لوگوں کی درستی کرنا چاہتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ نہ ہمیں نمازوں کے متعلق کہو، نہ پوچھو کیونکہ یہ ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے۔ کئی عورتوں کی شکایت آتی ہے کہ اگر ہم اپنے خاوندوں کو توجہ دلائیں تو وہ لڑنا شروع ہوجاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ یہ بیشک بندے اور خدا کا معاملہ ہے لیکن توجہ دلانا اور پوچھنا نظام جماعت کا کام ہے۔ اسی طرح بیویوں کا بھی کام ہے بلکہ فرض ہے۔ اگر

صرف اتنا ہی ہوتا کہ مرضی ہوتی یا مرضی ہوئی تو پڑھ لوں گا، نہ ہوئی تو نہیں۔ یا فجر کی نماز پر ہم گہری نیند سوتے ہیں اور دن بھر کے تھکے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے رات کو گہری نیند آتی ہے اس لئے ہمیں جگانا نہیں۔ اگر یہ مرضی پر ہوتا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیوی اور خاوند کو یہ ارشاد نہ فرماتے کہ جو نماز کے لئے پہلے جاگے وہ دوسرے کو نماز کے لئے جگائے اور اگر نہ جاگے یا سستی دکھائے تو پانی کے چھینٹے مارے۔ بعض جگہ تو آپ نے بہت زیادہ سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ گزشتہ جمعہ میں بعض احادیث مَیں نے پیش بھی کی تھیں۔ پس یہ سوچ غلط ہے کہ ہم ایسے معاملے میں آزاد ہیں۔ ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے۔ جس نظام سے اپنے آپ کو منسلک کر رہے ہیں اگر وہ اپنی جماعت کا جائزہ لینے کے لئے نمازوں کی ادائیگی کے بارے میں استفسار کرتا ہے تو بجائے چِڑنے اور غصہ میں آنے کے تعاون کرنا چاہئے۔ ہاں اگر انسان خود نمازیں پڑھ کر پھر دنیا کو بتانے والا ہو اور بتاتا پھرے اور بڑے فخر سے بتائے کہ میں نمازیں باجماعت پڑھتا ہوں تو پھر یہ برائی ہے اور غلط ہے۔ بہرحال ہر ایک پر نمازوں کی اہمیت واضح ہونی چاہئے اور اس کے لئے اسے بڑے اہتمام سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس توجہ کے بعد اب مَیں نمازوں سے متعلق بعض باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالے سے پیش کروں گا جو عموماً فقہی مسائل سے تعلق رکھتی ہیں یا جن کے متعلق ایک احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی کہ اس کو ان پر عمل کرنا چاہئے۔ عموماً لوگ اس بارے میں استفسار بھی کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مسلمہ میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں سے لوگ آ کر شامل ہوتے ہیں۔ بعض باتیں جو وہ پہلے کرتے تھے جماعت احمدیہ کا اس پر تعامل نہیں ہوتا کیونکہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو باتیں بتائی ہیں اور ہم نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حَکم اور عدل مانا ہے تو جو آپ نے فرمایا ہم نے اس کے مطابق کرنا ہے جبکہ وہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے بھی ثابت ہوتی ہو۔ انہی باتوں میں ایک بات رفع یدین کی ہے۔ یعنی نماز کی ہر تکبیر پر تکبیر اور ہر حرکت پر ہاتھ اٹھانا، اوپر کانوں سے لگانا اور انہی چھوٹی چھوٹی باتوں نے مسلمانوں میں فرقہ در فرقہ بندی پیدا کی ہے اور یہی نہیں بلکہ لڑائیوں تک نوبت آئی ہے۔ کفر کے فتوے ایک دوسرے پر دیتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی دوسرے فرقے کے آدمی کا جنازہ پڑھ لے تو مولوی کہتے ہیں نکاح ٹوٹ گیا۔ اور یہ صرف پرانی بات نہیں ہے بلکہ آجکل بھی یہی باتیں ہو رہی ہیں۔ گزشتہ دنوں ہندوستان کی ایک خبر تھی کہ ایک فرقے کے لوگوں نے دوسرے فرقے کے امام کے پیچھے کسی کا جنازہ پڑھ لیا تو فتویٰ آ گیا کہ نکاح ٹوٹ گیا اور پھر سارا گاؤں یا قصبہ جمع ہو کر اس مولوی کے پاس گیا اور ایک لائن لگی ہوئی ہے۔ نئے سرے سے سب کے نکاح ہو رہے ہیں۔ تو مذہب کو انہوں نے مذاق بنا لیا یا فتنہ کا ذریعہ بنا لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو سب جھگڑوں کو ختم کرنے آئے تھے اس لئے آپ نے فرمایا کہ میں حَکَم اور عدل ہوں مجھے مانو اور اس کے حل بھی پیش فرمائے۔ جو معمولی فرق تھے کہ اگر کوئی اِس طرح بھی کر لے یا اُس طرح بھی کر لے تو ان کو آپ نے جائز بھی قرار دیا۔ چنانچہ رفع یدین کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ: ’’اس میں چنداں حرج نہیں معلوم ہوتا‘‘ (کوئی حرج نہیں) ’’خواہ کوئی کرے یا نہ کرے۔ احادیث میں بھی اس کا ذکر دونوں طرح پر ہے۔ اور وہابیوں اور سنّیوں کے طریق عمل سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کیونکہ ایک تو رفع یدین کرتے ہیں اور ایک نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت رفع یدین کیا اور بعد ازاں ترک کر دیا۔‘‘ (البدر 3 اپریل 1903ء جلد 2 نمبر 11 صفحہ 85)۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعامل نہیں رہا۔ لیکن اگر ایک وقت میں کیا اور اس کو بعض لوگ مانتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اس میں لڑنے کی ضرورت کوئی نہیں۔ لیکن آپ نے اسی تعامل کو جاری رکھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ عمل کیا۔

اس بارے میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ دریافت کیا کہ حضور فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین اور آمین کے متعلق کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ طریق حدیثوں سے ثابت ہے اور ضرور کرنا چاہئے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اس پر فرماتے ہیں کہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ فاتحہ خلف امام والی بات تو حضرت صاحب سے متواتر ثابت ہے۔ یعنی نماز باجماعت ہو رہی ہو تو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا مگر رفع یدین اور آمین بالجہر والی بات کے متعلق مَیں نہیں سمجھتا کہ حضرت صاحب نے ایسا فرمایا ہو۔ کیونکہ حضور اسے ضروری سمجھتے تو لازم تھا کہ خود بھی اس پر ہمیشہ عمل کرتے مگر حضور کا دوامی عمل ثابت نہیں۔ (یعنی باقاعدگی سے آپ نے اس پر عمل نہیں کیا) بلکہ حضور کا عام عمل بھی اس کے خلاف تھا۔ آپ لکھتے ہیں کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ جب حافظ صاحب نے حضور سے سوال کیا تو چونکہ سوال میں کئی باتیں تھیں حضور نے جواب میں صرف پہلی بات کو مدّنظر رکھ کر جواب دیا۔ یعنی حضور کے جواب میں صرف فاتحہ خلف امام ہے واللہ اعلم۔

(سیرت المہدی جلد اول حصہ سوم صفحہ 564 روایت نمبر 592)

اس کی تصدیق پھر آگے ایک اور روایت سے بھی ہوتی ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا تو ٹھیک ہے لیکن باقی نہیں۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ہی لکھتے ہیں کہ مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ اوائل میں میں سخت غیر مقلّد تھا اور رفع یدین اور آمین بالجہر کا بہت پابند تھا۔ (یعنی اونچی آواز میں آمین کہنا۔) اور حضرت صاحب کی ملاقات کے بعد بھی میں نے یہ طریق مدت تک جاری رکھا۔ عرصہ کے بعد ایک دفعہ جب میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی) تو نماز کے بعد آپ نے مجھ سے مسکرا کر فرمایا کہ میاں عبداللہ اب تو اس سنّت پر بہت عمل ہو چکا ہے اور اشارہ رفع یدین کی طرف تھا۔ (یعنی ہر تکبیر پر ہاتھ اٹھانا۔) میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ اس دن سے مَیں نے رفع یدین کرنا ترک کر دیا بلکہ آمین بالجہر کہنا بھی چھوڑ دیا اور میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا اور نہ کبھی بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا۔ (مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ) خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق عمل وہی تھا جو میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا لیکن ہم احمدیوں میں حضرت صاحب کے زمانے میں بھی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی) اور آپ کے بعد بھی یہ طریق عمل رہا ہے (آج تک بھی یہ ہے) کہ ان باتوں میں کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا۔ بعض آمین بالجہر کرتے ہیں۔ (اونچی آواز میں کہہ دیتے ہیں۔) بعض نہیں کہتے۔ بعض رفع یدین کرتے ہیں۔ اکثر نہیں کرتے۔ (اور اب تو بالکل نہیں کیا جاتا سوائے بعض کے جو بالکل نئے آنے والے ہیں اور اس کے عادی ہیں وہ بھی آہستہ آہستہ چھوڑ دیتے ہیں)۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ بعض بسم اللہ بالجہر پڑھتے ہیں اکثر نہیں پڑھتے۔ اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دراصل یہ تمام طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں مگر جس طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے عمل کیا وہ وہی طریق ہے جس پر حضرت صاحب کا عمل تھا۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عمل تھا۔) (سیرۃ المہدی جلد اول حصہ اول صفحہ 148-147 روایت نمبر 154)

پھر ایک سوال ہوتا ہے کہ نماز میں انسان قیام میں ہاتھ باندھ کر جب کھڑا ہوتا ہے تو اُس وقت ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ مجھ سے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّل کے پاس کسی کا خط آیا (کیونکہ بعض لوگ ناف سے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں، بعض درمیان میں رکھتے ہیں، بعض بہت زیادہ اوپر رکھتے ہیں تو اس بارے میں حضرت خلیفہ اول کے پاس ایک خط آیا کہ جب انسان نماز کے لئے نیت باندھ کے کھڑا ہو تو اس وقت ہاتھ کس طرح باندھنے ہیں۔ خط آیا) کہ کیا نماز میں ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث بھی ملتی ہے؟ حضرت مولوی صاحب نے یہ خط حضرت صاحب کے سامنے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے) پیش کیا اور عرض کیا کہ اس بارہ میں جو حدیثیں ملتی ہیں وہ جرح سے خالی نہیں۔ (ان پر بحث ہوئی ہوئی ہے۔ کوئی ان کو صحیح کہتا ہے کوئی غلط کہتا ہے۔) حضرت صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ تلاش کریں۔ ضرور مل جائے گی۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ) کیونکہ باوجود اس کے کہ شروع عمر میں بھی ہمارے اردگرد سب حنفی تھے مجھے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کبھی پسند نہیں ہوا۔ (اپنے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کبھی پسند نہیں ہوا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوں) بلکہ ہمیشہ طبیعت کا میلان ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کی طرف رہا ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) اور ہم نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ جس بات کی طرف ہماری طبیعت کا میلان ہو وہ تلاش کرنے سے ضرور حدیث میں نکل آتی ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) خواہ ہم کو پہلے اس کا علم نہ ہو۔ پس (آپ نے حضرت خلیفہ اول کو فرمایا کہ) آپ تلاش کریں ضرور مل جائے گی۔ (کیونکہ میرا میلان جس طرف ہے عموماً میں نے دیکھا ہے کہ حدیثیں اس بارے میں مل جاتی ہیں۔) مولوی سرور شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس پر حضرت مولوی صاحب گئے اور کوئی آدھا گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ خوش خوش ایک کتاب ہاتھ میں لئے آئے اور حضرت صاحب کو اطلاع دی کہ حضور حدیث مل گئی ہے اور حدیث بھی ایسی ہے کہ جو علی شرط الشیخین ہے (یعنی اس پہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر دونوں کا صاد ہے اور یہ امام بخاری اور مسلم کی شرط پہ ہے) جس پر کوئی جرح نہیں ہے۔ (اس پہ کوئی بحث نہیں ہے۔) پھر کہا کہ یہ حضور ہی کے ارشاد کی برکت ہے۔ (یعنی یہی حدیث ملی کہ ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعامل زیادہ تھا۔) (سیرت المہدی جلد اول حصہ اول صفحہ 92 روایت نمبر 115)

حضرت حاجی غلام احمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ نماز میں ہاتھ کس جگہ باندھیں؟ (بعض لوگ باریکیوں میں پڑ جاتے ہیں اور اسی چیز کو لے بیٹھتے ہیں۔ ایک جگہ تو آپ نے یہ بحث فرمائی، یہ ہدایت فرمائی کہ تلاش کریں ضرور مل جائے گی کیونکہ میرا رجحان ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے میں ہے۔ دوسری جگہ ایک اور شخص نے آ کر سوال کیا اور وہاں اصلاح مطلوب تھی تو اس کو آپ نے جواب دیا کہ) ’’ظاہری آداب بھی ضروری ہیں۔‘‘ (ٹھیک ہے نماز کے ظاہری آداب ہیں وہ ضروری ہیں) آپ نے فرمایا کہ ’’مگر زیادہ توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف نماز میں رکھنی چاہئے‘‘۔ (اصحابِ احمد جلد 10 صفحہ 246۔ نیا ایڈیشن

بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 77)۔ یہ چیزیں بھی ٹھیک ہیں لیکن اپنی توجہ کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رکھو جو بنیادی مقصد ہے۔

پھر ایک دفعہ تشہد میں انگلی اٹھانے کے متعلق سوال ہوا۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ التحیات کے وقت نماز میں انگشت سبابہ کیوں اٹھاتے ہیں؟ (یعنی شہادت کی انگلی)۔ تو آپ نے فرمایا کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں گالیوں کے واسطے یہ انگلی اٹھایا کرتے تھے۔ (گالی دینی ہوتی تھی تو یہ انگلی اٹھاتے تھے) اس لئے اس کو سبابہ کہتے ہیں یعنی گالی دینے والی (انگلی)۔ خدا تعالیٰ نے عرب کی اصلاح فرمائی اور وہ عادت ہٹا کر فرمایا کہ خدا کو واحد لاشریک کہتے وقت یہ انگلی اٹھایا کرو تا کہ اس سے وہ الزام اٹھ جائے۔ یعنی اس کا نام جو غلط رکھا ہے گالیاں دینے والی انگلی یہ گالیاں دینے والی انگلی نہ رہے بلکہ شہادت کی انگلی ہو جاوے۔ (آپ فرماتے ہیں کہ) ایسے ہی عرب کے لوگ پانچ وقت شراب پیتے تھے۔ اس کے عوض میں پانچ وقت نماز رکھی۔

(البدر 20 فروری 1903ء صفحہ 66 جلد 2 نمبر 9)

پھر رکوع و سجود میں قرآنی دعا کرنے کے بارے میں سوال ہوا۔ مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی نے سوال کیا کہ رکوع و سجود میں قرآنی آیات یا دعا کا پڑھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ''سجدہ اور رکوع فروتنی کا وقت ہے (عاجزی کا وقت ہے) اور خدا تعالیٰ کا کلام عظمت چاہتا ہے۔ ماسوا اس کے حدیثوں سے کہیں ثابت نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رکوع یا سجود میں کوئی قرآنی دعا پڑھی ہو۔

(الحکم 24 اپریل 1903ء صفحہ 11 جلد 7 نمبر 18)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اس بارے میں فرماتے ہیں کہ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا نماز میں بہت کرنی چاہئے۔ نیز فرمایا اپنی زبان میں دعا کرنی چاہئے۔ لیکن جو کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس کو انہیں الفاظ میں پڑھنا چاہئے۔ مثلاً رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ وغیرہ پڑھ کر اور اس کے بعد بیشک اپنی زبان میں دعا کی جائے۔ نیز فرمایا کہ رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآنی دعا نہ کی جائے کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے اور اعلیٰ شان رکھتا ہے اور رکوع اور سجدہ تذلّل کی حالت ہے۔ اس لئے کلام الٰہی کا احترام کرنا چاہئے۔

(سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 167-166 روایت نمبر 1243)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے کسی نے ایک دفعہ سوال کیا کہ سجدے میں قرآنی دعاؤں کا پڑھنا کیوں ناجائز ہے جبکہ سجدہ انتہائی تذلّل کا مقام ہے؟ (یعنی عاجزی کا مقام ہے۔ انتہائی تذلّل کا مقام ہے تو اس میں تو پڑھنی چاہئیں تا کہ قبول ہوں۔) تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میرا تو یہی عقیدہ رہا ہے کہ سجدے میں قرآنی دعاؤں کا پڑھنا جائز ہے۔ لیکن بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ایسا حوالہ ملا جس میں آپ نے سجدے کی حالت میں قرآنی دعاؤں کا پڑھنا ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح مسند احمد بن حنبل میں بھی اسی مضمون کی ایک حدیث مل گئی۔ آپ فرماتے ہیں لیکن اگر میرے عقیدے کے خلاف یہ امور نہ ملتے تب بھی یہ دلیل'' (اس نے جو دلیل دے کے تذلّل کی حالت کا سوال پوچھا ہے) ''مَیں معقول قرار نہ دیتا کہ سجدہ جب انتہائی تذلّل کا مقام ہے تو قرآنی دعاؤں کا سجدے کی حالت میں پڑھنا جائز ہونا چاہئے۔ (یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں۔ مزید وضاحت فرمائی ہے کہ یہ) امام مالک کا عقیدہ تھا کہ سمندر کی (پانی کی) ہر چیز حلال ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ سمندر میں سؤر بھی ہوتا ہے۔ کیا اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ تو امام مالک نے فرمایا کہ سمندر کی ہر چیز کھانی جائز ہے مگر سؤر حرام ہے۔ اس نے بار بار یہی سوال کیا مگر آپ نے فرمایا اس سوال کا یہی جواب دے سکتا ہوں کہ سمندر کی ہر چیز حلال ہے مگر سؤر حرام ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی فرماتے ہیں کہ یہی جواب مَیں دیتا ہوں کہ سجدہ بیشک تذلّل کا مقام ہے مگر قرآن کریم کی چیزیں، اس کی دعائیں سجدے کی حالت میں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ دعا انسان کو نیچے کی طرف لے جاتی ہے اور قرآن انسان کو اوپر کی طرف لے جاتا ہے۔ اس لئے قرآنی دعاؤں کا سجدے کی حالت میں مانگنا ناجائز ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک بات مل گئی تو پھر اس کے خلاف طریق اختیار کرنا درست نہیں گو وہ ہماری عقل میں نہ ہی آئے۔

(الفضل 16 اپریل 1944ء صفحہ 2-1 جلد 32 نمبر 88)۔ ہم نے تو اس کے مطابق عمل کرنا ہے جو حکم ہے۔

رکوع میں بعض لوگ شامل ہوتے ہیں۔ سوال پوچھتے ہیں کہ رکعت ہو جاتی ہے؟ عموماً تو ہر ایک کو پتا ہے، بچپن سے ہی بتایا جاتا ہے یعنی کوئی لیٹ آیا ہے۔ رکوع میں شامل ہو گیا تو اس کی رکعت ہو گئی۔'' اس بات کا ذکر آیا کہ جو شخص جماعت کے اندر رکوع میں آ کر شامل ہو اس کی رکعت ہوتی ہے یا نہیں۔ (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو دوسرے علماء بیٹھے تھے ان سے دوسرے مولویوں کی رائے دریافت کی۔ مختلف اسلامی فرقوں کے مذاہب نے اس امر کے متعلق کیا بیان کیا ہے وہ پتا کیا۔) آخر حضرت صاحب نے فیصلہ دیا اور فرمایا کہ ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَاب۔ کہ آدمی امام کے پیچھے ہو یا منفرد ہو، ہر حالت میں اس کو چاہئے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے مگر ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تا کہ مقتدی سن بھی لے اور اپنا پڑھ بھی لے۔ یا (امام کے بارے میں ہدایت کر رہے ہیں کہ) ہر آیت کے بعد امام اتنا ٹھہر جائے کہ مقتدی بھی اس آیت کو پڑھ لے۔ بہرحال مقتدی کو یہ موقع دینا چاہئے کہ وہ سن بھی لے اور اپنا پڑھ بھی لے۔ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے کیونکہ وہ اُمّ الکتاب ہے۔ لیکن جو شخص باوجود اپنی کوشش کے جو وہ نماز میں ملنے کے لئے کرتا ہے آخر رکوع میں آ کر ملتا ہے اور اس سے پہلے نہیں مل سکا تو اس کی رکعت ہو گئی اگرچہ اس نے سورۃ فاتحہ اس میں نہیں پڑھی۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے رکوع کو پا لیا اس کی رکعت ہو گئی۔ مسائل دو طبقات کے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ مسائل دو طبقات کے ہوتے ہیں۔ ایک جگہ تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تاکید کی کہ نماز میں سورۃ فاتحہ ضرور پڑھیں وہ اُمّ الکتاب ہے اور اصل نماز وہی ہے مگر جو شخص باوجود اپنی کوشش کے اور اپنی طرف سے جلدی کرنے کے رکوع میں ہی آ کر ملا ہے تو چونکہ دین کی بناء آسانی اور نرمی پر ہے۔ (دوسرا یہ بھی حکم ہے کہ دین میں آسانی اور نرمی ہے) اس واسطے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی رکعت ہو گئی۔ گو سورۃ فاتحہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ دیر میں پہنچنے کے سبب رخصت پر عمل کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا دل خدا نے ایسا بنایا ہے کہ ناجائز کام میں مجھے قبض ہو جاتی ہے۔ (یعنی دل رکتا ہے) اور میرا جی نہیں چاہتا کہ میں اسے کروں اور یہ صاف ہے کہ جب نماز میں ایک آدمی نے تین حصوں کو پورا پا لیا اور ایک حصہ میں بسبب کسی مجبوری کے دیر میں مل سکا تو کیا حرج ہے۔ انسان کو چاہئے کہ رخصت پر عمل کرے۔ ہاں جو شخص عمداً سستی کرتا ہے اور جماعت میں شامل ہونے میں دیر کرتا ہے تو اس کی نماز ہی فاسد ہے۔ (الحکم 24 فروری 1901ء صفحہ 9 جلد 5 نمبر 7)

پھر سورۃ فاتحہ کے بارے میں مزید کہ امام کے پیچھے پڑھنی چاہئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی سختی کے ساتھ اس بات پر زور دیتے تھے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتے تھے کہ باوجود سورۃ فاتحہ کو ضروری سمجھنے کے مَیں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ بہت سے بزرگ اور اولیاء اللہ ایسے گزرے ہیں جو سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں سمجھتے تھے اور مَیں ان کی نمازوں کو ضائع شدہ نہیں سمجھ سکتا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کہتے ہیں کہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حنفیوں کا عقیدہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑے ہو کر اس کی تلاوت کو سننا چاہئے اور خود کچھ نہیں پڑھنا چاہئے اور اہلحدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ مقتدی کے لئے امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے اور حضرت صاحب اس مسئلہ میں اہل حدیث کے مؤید تھے مگر باوجود اس عقیدے کے آپ غالی اہلحدیث کی طرح یہ نہیں فرماتے تھے کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔''

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ 335-334 روایت نمبر 361)

منشی رستم علی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خط میں تحریر فرمایا کہ نماز مقتدی بغیر سورۃ فاتحہ بھی ہو جاتی ہے مگر افضلیت پڑھنے میں ہے۔ اگر کوئی امام جلد خواں ہو تو ایک آیت یا دو آیت جس قدر میسر آوے آہستہ پڑھ لیں۔ (اگر وہ امام جلدی جلدی پڑھ رہا ہے تو پیچھے پڑھنے والے ایک یا دو آیتیں جو بھی پڑھ سکتے ہیں پڑھ لیں لیکن) جو مانع سماعت قراءت امام نہ ہو۔ (یعنی اتنی اونچی نہیں پڑھنی کہ تم لوگ امام کی بات نہ سن سکو۔) اور اگر میسر نہ آ سکے تو مجبوری ہے۔ (اگر نہیں پڑھ سکتے تو مجبوری ہے۔ امام کی تلاوت تو تم نے بہرحال سننی ہے تو) نماز ہو جائے گی مگر افضلیت کے درجہ پر نہیں ہوگی۔'' (مکتوبات احمدؑ جلد 2 صفحہ 467 مکتوب نمبر 20 بنام منشی رستم علی صاحبؓ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضور کی خدمت میں سورۃ الحمد خلف امام پڑھنے کے متعلق (امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ، سورۃ حمد پڑھنے کے بارے میں) سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ''قراءت سورۃ الحمد خلف امام بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر نہ پڑھا جائے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ نماز تو ہو جاتی ہے مگر افضل تو یہی ہے کہ اَلْحمد خلف امام پڑھا جاوے۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر بِدُوں سورۃ الحمد خلف امام نماز نہ ہوتی ہو تو حنفی مذہب میں بڑے بڑے صالح لوگ گزرے ہیں وہ کس طرح صالح ہو جاتے۔ (بہت بزرگ گزرے ہیں جو نہیں پڑھتے تھے اس کے قائل نہیں تھے۔) فرمایا کہ نماز دونوں طرح سے ہو جاتی ہے۔ فرق صرف افضلیت کا ہے۔ ایسا ہی آمین بالسرّ پر آمین بالجہر کو ترجیح دی جاتی تھی۔'' (سیرت المہدی جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 153 روایت نمبر 1210)

پیر سراج الحق روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ایک دفعہ فرماتے تھے کہ ایک شخص سیالکوٹ یا اس کے گردونواح کا رہنے والا تھا اور ہر روز ہم اس کو امام کے پیچھے نماز میں اَلْحمد پڑھنے کو کہتے تھے اور ہم اپنی دانست میں تمام دلیلیں اس بارے میں دے چکے مگر اس نے نہیں مانا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ امام کے پیچھے نہ پڑھی اور یوں نماز ہمارے ساتھ پڑھ لیتا۔ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں قادیان آ گیا۔ ایک روز اسی قسم کی باتیں ہونے لگیں۔ صرف حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز میں اَلحمد شریف امام کے پیچھے پڑھنی چاہئے اور کوئی دلیل قرآن شریف یا حدیث شریف سے بیان نہیں کی۔ وہ شخص اتنی بات سن کر امام کے پیچھے نماز میں اَلحمد شریف پڑھنے لگا اور کوئی حجت نہیں کی۔

ایک شخص نے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے) سوال کیا کہ جو شخص نماز میں اَلْحمد امام کے پیچھے نہ پڑھے اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سوال نہیں کرنا چاہئے کہ نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ یہ سوال کرنا اور دریافت کرنا چاہئے کہ نماز میں الحمد امام کے پیچھے پڑھنا چاہئے کہ نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ضرور پڑھنی چاہئے۔ نماز کا ہونا یا نہ ہونا تو خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ حنفی نہیں پڑھتے اور ہزاروں اولیاء حنفی طریق کے پابند تھے اور خلف امام اَلْحمد نہیں پڑھتے تھے۔ جب ان کی نماز نہ ہوتی تو وہ اولیاء اللہ کیسے ہو گئے؟ فرمایا کہ چونکہ ہمیں امام اعظم سے (امام ابوحنیفہ سے) ایک طرح کی مناسبت ہے۔ اور ہمیں امام اعظم کا بہت ادب ہے ہم یہ فتویٰ نہیں دے سکتے کہ نماز نہیں ہوتی۔ اس زمانے میں تمام حدیثیں مدوّن و مرتب نہیں ہوئی تھیں اور یہ بھید جو کہ اب کھلا ہے نہیں کھلا تھا۔ اس واسطے وہ معذور تھے۔ اور اب یہ مسئلہ حل ہو گیا اب اگر نہیں پڑھے گا تو بیشک اس کی نماز درجہ قبولیت کو نہیں پہنچے گی۔ ہم یہی بار بار اس سوال کے جواب میں کہیں گے کہ اَلْحمد نماز میں خلف امام پڑھنی چاہئے۔ ایک روز میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضور اَلْحمد کس موقع پر پڑھنی چاہئے۔ فرمایا جہاں موقع پڑھنے کا لگ جاوے۔ میں نے عرض کیا کہ امام کے سکوت میں فرمایا جہاں موقع ہو پڑھنا ضرور چاہئے۔'' (تذکرۃ المہدی حصّہ اول صفحہ 180-179)

بعض دفعہ ظہر عصر کی یا مغرب عشاء کی نمازیں جمع ہوتی ہیں۔ اور بعد میں آنے والوں کو صحیح پتا نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں نمازوں کی ترتیب کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ اگر امام عصر کی نماز پڑھا رہا ہو اور ایک ایسا شخص مسجد میں آ جائے جس نے ابھی ظہر کی نماز پڑھنی ہو یا عشاء کی نماز ہو رہی ہو اور ایک ایسا شخص مسجد میں آ جائے جس نے ابھی مغرب کی نماز پڑھنی ہو اسے چاہئے کہ وہ پہلے ظہر کی نماز علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو یا مغرب کی نماز پہلے علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔

جمع بین الصلوٰتین کی صورت میں بھی اگر کوئی شخص بعد میں مسجد میں آتا ہے جبکہ نماز ہو رہی ہو تو اس کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی فتویٰ ہے کہ اگر اسے پتا لگ جاتا ہے کہ امام عصر کی نماز پڑھا رہا ہے تو اسے چاہئے کہ پہلے ظہر کی نماز علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔ اسی طرح اگر اسے پتا لگ جاتا ہے کہ امام عشاء کی نماز پڑھا رہا ہے تو وہ پہلے مغرب کی نماز علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔ لیکن اگر اسے معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کون سی نماز پڑھی جا رہی ہے تو وہ جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے۔ ایسی صورت میں جو امام کی نماز ہو گی وہی نماز اس کی ہو جائے گی۔ بعد میں وہ اپنی پہلی نماز پڑھ لے۔ مثلاً اگر عشاء کی نماز ہو رہی ہے اور ایک ایسا شخص مسجد میں آ جاتا ہے جس نے ابھی مغرب کی نماز پڑھنی ہے تو اگر اسے پتا لگ جاتا ہے کہ یہ عشاء کی نماز ہے تو وہ مغرب کی نماز پہلے علیحدہ پڑھے پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔ لیکن اگر اسے معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کون سی نماز ہو رہی ہے تو وہ امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ اس صورت میں اس کی عشاء کی نماز ہو جائے گی مغرب کی نماز وہ بعد میں پڑھ لے۔ یہی صورت عصر کے متعلق ہے۔ اس موقع پر عرض کیا گیا کہ عصر کے بعد تو کوئی نماز جائز نہیں ہوتی پھر اگر عدم علم کی صورت میں وہ عصر کی نماز میں شامل ہو جاتا ہے تو اس کے بعد ظہر کی نماز اس کے لئے کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو صحیح ہے کہ بطور قانون عصر کے بعد کوئی نماز جائز نہیں مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اگر اتفاقی حادثے کے طور پر کوئی ایسا واقعہ ہو جائے تو پھر بھی وہ بعد میں ظہر کی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ ایسی صورت میں اس کے لئے ظہر کی نماز عصر کی نماز کے بعد جائز ہو گی۔ اگر علم ہوتا ہے تو پھر جائز نہیں۔ اگر علم نہیں ہوتا تو پھر عصر کے بعد ظہر پڑھی جا سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ مسئلہ سنا ہے اور ایک دفعہ نہیں سنا دو دفعہ سنا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جب دوبارہ اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کے متعلق وضاحت کر چکا ہوں کہ ترتیب نماز ضروری چیز ہے۔ لیکن اگر کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ امام کون سی نماز پڑھا رہا ہے۔ عصر کی نماز پڑھا رہا ہے یا عشاء کی نماز پڑھا رہا ہے تو وہ امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ جو امام کی نماز ہو گی وہی اس کی نماز ہو جائے گی۔ بعد میں وہ اپنی پہلی نماز پڑھ لے۔'' (الفضل 27 جون 1948 صفحہ 3 جلد 2 نمبر 144)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا کہ سنّتیں پہلے بھی اور بعد میں بھی گھر میں پڑھا کرتے تھے۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معمول شروع سے ہی یہ تھا کہ آپ سنن اور نوافل گھر پر پڑھا کرتے تھے اور فرض نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ التزام آپ کا آخر وقت تک رہا۔ البتہ جب کبھی فرض نماز کے بعد دیکھتے کہ بعض لوگ جو پیچھے سے آ کر جماعت میں شریک ہوئے ہیں اور ابھی انہوں نے نماز ختم نہیں کی اور راستہ نہیں ہے تو آپ مسجد میں سنتیں پڑھا کرتے تھے یا کبھی کبھی جب مسجد میں بعد نماز تشریف رکھتے تو سنن مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عام عادت تھی ایک زمانے میں بعض طالبعلموں نے اپنی کوتاہ اندیشی سے (کم عقلی سے) یہ سمجھ لیا کہ شاید سُنن ضروری نہیں۔ (کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ پہلے، نہ بعد میں سنتیں پڑھتے کبھی دیکھا نہیں تھا۔) اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ درس قرآن مجید میں فرمایا کہ حضرت صاحب، (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی یہ عادت تھی کہ آپ فرض پڑھنے کے بعد فوراً اندرون خانہ چلے جاتے تھے اور ایسا ہی اکثر مَیں بھی کرتا ہوں۔ اس سے بعض نادان بچوں کو بھی غالباً یہ عادت ہو گئی ہے کہ وہ فرض پڑھنے کے بعد فوراً مسجد سے چلے جاتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ وہ سنتوں کی ادائیگی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ (اب بھی مَیں نے یہ دیکھا ہے کہ بعض دفعہ اس طرح ہوتا ہے۔) ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اندر جا کر سب سے پہلے سنتیں پڑھا کرتے تھے۔ ایسا ہی مَیں بھی کرتا ہوں۔ (پھر حضرت خلیفہ اول نے پوچھا کہ) کوئی ہے جو حضرت صاحب کے اس عمل درآمد کے متعلق گواہی دے (کہ آپ جاتے ہی سنتیں پڑھا کرتے تھے۔) اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جو حسب العادت درس میں تشریف فرما تھے کھڑے ہوئے اور باآواز بلند کہا کہ بیشک حضرت صاحب کی ہمیشہ عادت تھی کہ آپ مسجد جانے سے پہلے گھر میں سنتیں پڑھ لیا کرتے تھے اور باہر مسجد میں جا کر فرض ادا کر کے گھر میں آتے تو فوراً سنتیں پڑھنے کھڑے ہوتے اور نماز سنت پڑھ کر پھر اور کوئی کام کرتے۔ اس کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی یہی شہادت دی اور ان کے بعد حضرت میر ناصر نواب نے اور ان کے بعد صاحبزادہ میر محمد اسحٰق صاحب نے اور پھر حضرت اقدس (علیہ السلام) کے پرانے خادم حافظ حامد علی صاحب نے بھی اپنی عینی شہادت کا اظہار کیا۔'' (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی صفحہ 65 تا 67)

اس بارے میں سوال ہوا کہ امامت کو بطور پیشہ اختیار کرنا چاہئے کہ نہیں؟ بعض مولوی بعض جگہوں پر اس لئے امامت کرواتے ہیں کہ ان کو پیسے ملیں۔ فرمایا کہ ''جو امامت کا منصب رکھتے ہیں...... اگر ان کا اقتدا کیا جائے تو نماز کے ادا ہو جانے میں مجھے شبہ ہے کیونکہ اعلانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امامت کا ایک پیشہ اختیار کر رکھا ہے اور وہ پانچ وقت جا کر نماز نہیں پڑھتے بلکہ ایک دکان ہے کہ ان وقتوں میں جا کر کھولتے ہیں اور اسی دکان پر ان کا اور ان کے عیال کا گزارہ ہے۔ چنانچہ اس پیشے کے عزل ونصب کی حالت میں مقدمات تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور مولوی صاحبان امامت کی ڈگری کرانے کے لئے اپیل در اپیل کرتے پھرتے ہیں۔ پس یہ امامت نہیں۔ یہ تو حرام خوری کا ایک مکروہ طریقہ ہے۔'' (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 26 حاشیہ)۔ مقدمے بازیاں ہوتی ہیں کہ مَیں اس جگہ کا امام بنوں گا اور اس پر پھر لمبی لڑائیاں چلتی ہیں اور اب بھی یہ ہوتا ہے۔

پھر پیشہ ور نماز پڑھانے والے کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ''میرے نزدیک جو لوگ پیشہ کے طور پر نماز پڑھاتے ہیں ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔ وہ اپنی جمعرات کی روٹیوں یا تنخواہ کے خیال سے نماز پڑھاتے ہیں۔ اگر نہ ملے تو چھوڑ دیں۔ معاش اگر نیک نیتی کے ساتھ حاصل کی جاوے تو عبادت ہی ہے۔ جب آدمی کسی کام کے ساتھ موافقت کرے اور پکا راہ اختیار کر لے تو تکلیف نہیں ہوتی وہ سہل ہو جاتا ہے۔'' (البدر 9 جنوری 1903ء صفحہ 85 جلد 1 نمبر 11)

پھر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکفر ہیں اور مکذّب ہیں، تکذیب کرنے والے ہیں۔ آپ کو کافر کہنے والے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا؟ آپ نے فرمایا بالکل غلط ہے۔ حرام ہے۔ فرمایا کہ ''تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہیں۔ اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذّب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔'' (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 64 حاشیہ)

پھر غیروں کے پیچھے نماز جائز نہ ہونے کی وجہ؟ کسی نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ علیہ السلام کے مرید نہیں ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپ نے اپنے مریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بدظنی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے ردّ کر دیا ہے اور اس قدر نشانوں کی پرواہ نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں اس سے لاپرواہ پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائدۃ:28) کہ خدا صرف متقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے۔ اس واسطے کہا گیا کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں۔'' (الحکم 17 مارچ 1901ء صفحہ 8 جلد 5 نمبر 10)

دو آدمیوں نے بیعت کی۔ ایک نے سوال کیا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ''وہ لوگ ہم کو کافر کہتے ہیں۔ اگر ہم کافر نہیں ہیں تو وہ کفر لوٹ کر ان پر پڑتا ہے۔ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ اس واسطے ایسے لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ پھر ان کے درمیان جو لوگ خاموش ہیں۔ (بعض کہتے ہیں وہ تو بولتا نہیں کچھ نہیں کہتا۔ فرمایا کہ جو خاموش ہیں جو کچھ نہیں کہتے) وہ بھی انہیں میں شامل ہیں۔ ان کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں کیونکہ وہ اپنے دل کے اندر کوئی مذہب مخالفانہ رکھتے ہیں جو ہمارے ساتھ بظاہر

شامل نہیں ہوتے۔'' (البدر 15 دسمبر 1905ء صفحہ 2 جلد 4 نمبر 45)۔ بولتے تو نہیں لیکن ان کے دل کے اندر تردّد ہے اور مخالفانہ مذہب ہے اس لئے شامل نہیں ہوتے۔ اس لئے ان کے ساتھ بھی جائز نہیں۔

اپنی جماعت کا غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا ''صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ تم اگر ان میں رَلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔'' (الحکم 10 اگست 1901ء صفحہ 3 جلد 5 نمبر 29)

اللہ تعالیٰ ہمیں خالص ہوتے ہوئے اس جماعت کا فرد بننے کی توفیق عطا فرمائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔

الجزائر کے احمدیوں کے لئے آخر میں ایک دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ یہ نئی جماعت ہے۔ اکثریت ان میں سے نومبائعین کی ہے لیکن بڑے مضبوط ایمان والے ہیں۔ آجکل حکومت کی طرف سے بڑی سختی ہو رہی ہے۔ بلاوجہ مقدمے قائم کئے جا رہے ہیں۔ بعض کو جیل میں بھیج دیا گیا ہے۔ الزام یہ ہے کہ نعوذ باللہ یہ بھی اسی طرح ہیں جس طرح داعش ہے۔ حالانکہ اگر اِس وقت کسی بھی ملک میں امن پسند اور ملک کے قانون کی پابندی کرنے والے لوگ موجود ہیں تو وہ جماعت احمدیہ کے افراد ہی ہیں۔ لیکن انہوں نے کیونکہ الزام تراشی کرنی تھی اس لئے ہمیں ان سے ملانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پولیس نے بعض دفعہ بعض گھروں میں گھس کر عورتوں کی بے پردگی کرنے کی کوشش کی۔ مثلاً چند دن ہوئے ایک عورت سے کہا کہ اپنا دوپٹہ اتارو۔ اس نے کہا مجھے جان سے مار دو مَیں دوپٹہ نہیں اتاروں گی اور نہ میں احمدیت چھوڑوں گی۔ جج ہیں وہ بے انصافی کر رہے ہیں بلکہ انتہا کی ہوئی ہے۔ ایک احمدی کو جج نے کہا کہ اگر تم احمدیت سے انکار کر دو تو میں ابھی تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔ اس نے کہا میں مر جاؤں گا پر احمدیت نہیں چھوڑوں گا۔ اپنے ایمان کو نہیں چھوڑوں گا۔ کیونکہ یہی صحیح اسلام ہے جو مجھے اب پتا لگا ہے۔ اس پر جج نے کہا کہ اچھا اب تم نے یہ کہا ہے تو میں تمہیں ساری عمر کے لئے جیل میں رکھوں گا اور تم جیل میں ہی مرو گے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے جو آپ نے کرنا ہے کریں۔ تو یہ وہاں آجکل حالات ہیں۔

اللہ تعالیٰ وہاں احمدیوں کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے اور انہیں ثبات قدم بھی عطا فرمائے اور مخالفین اور جو دشمن اسلام ہیں، جو دشمن احمدیت ہیں وہ جو حرکتیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر ان پر الٹائے اور اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ان ظالموں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ ◎

بقیہ: رپورٹ دورۂ کینیڈا 2016ء

......................از صفحہ نمبر 20

لئے ویسا بنایا جائے۔ مشنری کا اگر گھر بنانا ہے، مشن ہاؤس بنانا ہے، اس میں پردہ کا انتظام ہونا چاہئے۔ کچن باپردہ ہو۔ Dining room میں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو اسے kitchen سے الگ ہونا چاہئے۔ lounge کا بھی پتہ ہونا چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ اگر مرد مہمان آتے ہیں تو عورت کچن یا کمرہ میں بند ہو جائے یا پھر کھلے طور پر سامنے آنا شروع ہو جائے اور بے پردگی ہو۔ ایسی باتوں کو ذہن میں رکھ کر نقشے بننے چاہئیں۔ کم از کم دو بیڈروم ہونے چاہئیں اور washroom بھی دو ہونے چاہئیں۔ ٹبوں کا رواج بالکل ختم کر دیں۔ صرف shower ہونا چاہئے۔ کسی کو ٹب استعمال کرنا آتا نہیں ہے لیکن پھر بھی گھروں میں لگا لیتے ہیں۔ اب کسی کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ Jacuzzi اور ٹب میں بیٹھ کر نہائے۔ یہ صرف فیشن ہے۔ بھیڑ چال نہیں ہونی چاہئے بلکہ اپنی سہولت دیکھنی چاہئے۔ تو اس حساب سے گھروں کے اور مشن ہاؤسز کے نقشے بنوانے چاہئیں۔ میں جہاں بھی رہتا ہوں جیسے سرائے محبت ہے اس میں کافی نقص ہیں۔ پتہ نہیں کس نے بنایا ہے۔ میں آپ کو بتاؤں گا وہ سارے نقص کیسے دور کرنے ہیں۔

☆......اس کے بعد **سیکرٹری جائیداد** نے بعض پراپرٹیز کے حوالہ سے presentation دی۔ اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے Durham میں خریدی گئی عمارت کے حوالہ سے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:** یہاں کوشش کریں کہ مشنری ہاؤس بھی ہو۔ مسجد بغیر امام کے کوئی چیز نہیں ہے۔ اس عمارت میں کمرے کافی ہیں اور غلسخانے بھی ہیں۔ اس میں مبلغ کی رہائش بن سکتی ہے۔

☆......**سیکرٹری وقفِ نو سے مخاطب ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** وقفِ نو کے حوالہ سے دس پندرہ باتیں تو میں نے خطبے میں بتا دی ہیں۔ اور سپیشل ہونے کے لحاظ سے لائحہ عمل میں نے آپ لوگوں کے سامنے رکھ دیا ہے۔

اس پر سیکرٹری صاحب وقفِ نو نے عرض کیا کہ سب سے پہلا پلان یہی ہے کہ وہ خطبہ سارے والدین تک پہنچایا جائے۔

☆......اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر **آڈیٹر** نے بتایا کہ 67 جماعتوں کا ریگولر آڈٹ کیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعتی پراجیکٹس کے اکاؤنٹس آپ کے پاس ساتھ کے ساتھ آنے چاہئیں تا کہ آپ کو پتہ لگے کہ صحیح خرچ کر رہے ہیں یا نہیں؟ پروجیکٹ کے ہر phase کا پتہ ہونا چاہئے کہ اب تک اتنا خرچ ہو چکا ہے اور اتنا estimate تھا اور اس سے زیادہ خرچ ہوا۔ آپ کے پاس پوری تفصیل ہونی چاہئے۔ مختلف stages میں جو بھی construction ہو رہی ہے اس کا پتہ ہونا چاہئے کہ یہ بنے گا اور یہ خرچ ہوگا۔ آپ دیکھیں کہ وہ اس کے مطابق ہو رہا ہے کہ نہیں۔ آپ آڈیٹر ہیں یہ تو آپ کو پتہ ہونا چاہئے۔ آپ نے وہ کام کرنا ہے جو آڈیٹر کا کام ہے۔ آڈیٹر ہر تیسرے مہینے مختلف stages کی expensive کا حساب دیکھتا ہے کہ وہ حساب سے چل رہے ہیں یا نہیں اور محاسب نے اکاؤنٹ کو رجسٹر کرنا ہوتا ہے۔ محاسب نے بس یہاں تک رہنا ہے۔ اس پر اعتراض نہیں کرنا۔

☆......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر امیر صاحب نے بتایا کہ فنانس کمیٹی میں آڈیٹر صاحب بطور ممبر نہیں شامل ہیں۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** فنانس کمیٹی میں بھی آڈیٹر ہونا چاہئے۔ آپ کے قوانین میں اگر یہ نہیں ہے تو ہونا چاہئے۔ آپ تو یہیں رہتے ہیں اس لئے وقت بھی دے سکتے ہیں۔

☆......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ جو مختلف شعبہ جات خرچ کرتے ہیں ان کا بھی آڈٹ کرتے ہیں؟

اس پر آڈیٹر صاحب نے بتایا کہ ان شعبہ جات کی financial statement کو review کرتا ہوں۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ آپ کا کام دیکھنا یہ ہے کہ سارے بجٹ صحیح چل رہے ہیں یا نہیں؟

☆......**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شعبہ تبلیغ سے استفسار فرمایا** کہ آپ کے پاس اپنے بجٹ کا پورا access ہے؟ جتنا چاہے خرچ کر سکتے ہیں؟

اس پر سیکرٹری تبلیغ نے عرض کیا کہ انہیں بجٹ مل جاتا ہے اور اس کے خرچ میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن جب پانچ ہزار سے زائد خرچ ہو تو ہم finance department کو کہتے ہیں کہ اس کو review کر لیں۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** آپ نے اگر بجٹ بنا کر دے دیا کہ یہ یہ خرچ ہوگا اور پھر عاملہ اور شوریٰ نے اس کو پاس کر دیا تو اس کے بعد آپ نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ میں نے کام کرنا ہے اور کر کے دکھانا ہے۔ اس پر پیسے مل جانے چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سوال یہ ہے کہ آپ نے لٹریچر شائع کرنا ہے۔ مثلاً آپ نے بجٹ دیا کہ آپ نے پچاس ہزار کی تعداد میں کتاب 'لائف آف محمدؐ' شائع کرنی ہے اور یہ عاملہ اور شوریٰ نے پاس کر دیا۔ تو اس کے بعد finance کمیٹی کے ریویو کرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے تو finance کمیٹی کو شروع میں بتا دیا کہ اس کام کے لئے اتنا بجٹ ہے تو پھر finance کمیٹی کا کوئی کام نہیں کہ اس میں روک ڈالے۔

اس پر امیر صاحب کینیڈا نے عرض کیا کہ آمد ساتھ ساتھ آ رہی ہوتی ہے اس لئے اگر کوئی department شروع میں ہی اپنا سارا بجٹ لینا چاہے تو مشکل ہو جاتا ہے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اگر ایک department نے سال کے شروع میں ہی خرچ کرنا ہے اور اسی میں ان کا فائدہ ہے تو پھر آپ ان کو کس طرح روک سکتے ہیں؟ اس لئے آپ کے پاس ایک reserve ہونا چاہئے۔ ایک تو ہر شعبے کے نارمل اخراجات ہوتے ہیں لیکن اگر شعبہ تبلیغ نے یہ پلان بنایا کہ یہ کتاب 'لائف آف محمدؐ' شروع میں ہی شائع کرنی ہے اور اتنی تعداد میں کرنی ہے اور انہوں نے تین مہینے میں یہ کتاب فلاں فلاں جگہ دینی ہے تو ان کی ڈیمانڈ پوری ہونی چاہئے۔ اس طرح کی چیزیں تو اس وقت review کرنی چاہئیں جب شروع میں بجٹ بنتا ہے۔ فنانس کمیٹی کا یہ کام نہیں ہے کہ آخری وقت میں روکیں ڈالنا شروع کر دے۔ میں نے دیکھا ہے کہ کینیڈا جماعت ہر چیز آخری وقت میں پلان کرتی ہے۔ پہلے سے کوئی پلاننگ نہیں ہوتی۔ جب آخری وقت آتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ بھی کر دو، وہ بھی کر دو۔ اس لئے فنانس کمیٹی کا کام ہے کہ شروع میں شعبہ جات کے بجٹ ریویو کرے اور ان سے پوچھے کہ تم لوگوں نے یہ بجٹ بنا کر دیا ہے اور اس کو کس کس مہینہ میں خرچ کرنا ہے؟ اور اس کے بعد آپ کے reserve میں allocation ہونی چاہئے کہ اس میں سے اتنا تبلیغ کو دیا، اتنا اشاعت کے لئے ہے۔ مثلاً اگر اشاعت والے اگر کوئی کتاب شائع کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ظاہر ہے ایک ہی وقت میں رقم کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے فنانس کمیٹی شروع میں ہی اس کے مطابق دیکھا کرے اور شروع میں ہی شعبوں کو بتا دیں کہ تم یہ چیز فلاں مہینہ شائع نہیں کر سکتے۔ تمہیں فلاں مہینے میں بجٹ ملے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب آپ نے ایک مرتبہ بجٹ شوریٰ میں بھی discuss کر لیا اور منظور کر کے مجھے بھیج دیا تو اس کے بعد فنانس کمیٹی کا کوئی حق نہیں بنتا کہ اس میں روکیں ڈالے۔ ہاں اگر کوئی شعبہ اپنے بجٹ سے زائد جانا چاہتا ہے یا اس میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے تو تب اس کو فنانس کمیٹی میں discuss کریں۔

☆......اس پر آڈیٹر نے عرض کیا کہ پلاننگ میں واقعی کمی ہے۔ جب کوئی چیز فوری لینی پڑتی ہے تو مہنگی ملتی ہے۔ اس میں بہتری لانے کی ضرورت ہے اور اس میں ہر شعبہ کی مدد چاہئے ہوتی ہے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی:** ہر شعبہ کو باقاعدہ پلاننگ کر کے بجٹ منظور کروانا چاہئے۔ اگر ماہوار نہیں بھی دیا تو quarterly پلان دینا چاہئے۔ اگر پلاننگ کریں تو پھر مسائل نہ ہوں۔

نیشنل مجلس عاملہ جماعت کینیڈا کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ آٹھ بجکر پینتالیس منٹ تک جاری رہی۔

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الاسلام تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 41 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

ایان احمد، مطہر احمد، عروب احمد، محمد ڈروس، جالب احمد آصف، محمود حاشر، کاشف احمد، ثمر محمود، چوہدری نعمان طارق، اوصاف احمد مرزا، عاشر احمد، عمران احمد چوہدری، حسن انعام رانا، عابد بلال اعجاز، ثمیر احمد، افضل داؤد، طیب محمود۔

غزالہ رضوان، لائبہ احمد، زوبیہ عرفان، عائشہ احمد، علیشا احمد، فدیل ڈروس، نیہا شکیل راجپوت، فاتحہ صبوح، زارہ احمد، ماہا احتشام، ماہ رخ بٹ، تہمینہ رسول، نوال اعلیٰ، عاصمہ ماہرین طارق، عائشہ جہاں زیب، وردہ ارشد، مناہل شیراز، فرزانہ خالد، احمد اعجاز، ضحیٰ فاطمہ چوہدری، عطیۃ السلام کنول، عائرہ احمد، جویریہ احمد، جاذبہ گھمن۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

::

31 /اکتوبر 2016ء بروز سوموار

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر پینتالیس منٹ پر مسجد بیت الاسلام میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور حضور انور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاسلام میں تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

ٹورانٹو سے روانگی
اور سیسکاٹون میں ورود مسعود

آج پروگرام کے مطابق ٹورانٹو (Toronto) سے سسکاٹون کے لئے روانگی تھی۔ پیس ویلج اور اردگرد کی جماعتوں کے احباب مرد وخواتین اور بچے بچیاں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے نمازوں کی ادائیگی کے بعد سے ہی بشیر سٹریٹ اور احمدیہ ایونیو پر جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ ساری بستی اُمڈ آئی ہے۔ اس قدر ہجوم تھا کہ پاؤں رکھنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔ بڑے رقّت آمیز مناظر دیکھنے میں آرہے تھے۔ بڑے بھی اور چھوٹے بھی، مرد بھی اور خواتین بھی سبھی کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ ان کے اداس اور غمزدہ چہرے ان کے دلی جذبات کی عکاسی کر رہے تھے۔ اب وہ گھڑی آپہنچی تھی اور وہ لمحات ان کے سامنے تھے جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان کی بستی سے رخصت ہونے والے تھے۔

ایک بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے تو ہزاروں ہاتھ فضا میں بلند ہو گئے۔ نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے اور السلام علیکم حضور! کی صدائیں ہر طرف سے آنے لگیں۔ بچے بچیاں الوداعی گیت گا رہے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے چوہدری اعجاز احمد صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کے ایک بیٹے اعزاز احمد خان صاحب کینیڈا میں مربی سلسلہ ہیں اور دوسرے بیٹے آصف احمد خان صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا میں درجہ خامسہ کے طالبعلم ہیں۔ موصوف نے حضور انور کی خدمت میں گھر آنے کی درخواست کی تھی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بشیر سٹریٹ اور احمدیہ ایونیو پر کھڑے اپنے عشّاق کے پاس تشریف لے گئے، یہ لوگ راستہ کے دونوں جانب ہزارہا کی تعداد میں کھڑے تھے۔ حضور انور ازراہ شفقت ان کے درمیان چلتے ہوئے آخر تک گئے اور مسلسل اپنا ہاتھ بلند کر کے ان کے سلام اور نعروں کا جواب دیتے، لوگ مسلسل رو رہے تھے۔ ہر ایک کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ پھر اسی راستہ پر حضور انور واپس اپنی رہائشگاہ تک تشریف لائے جہاں قافلہ کی گاڑیاں تیار کھڑی تھیں۔

حضور انور نے دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور قافلہ پولیس کے بارہ موٹر سائیکلز کے Escort میں ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوا۔

حضور انور کی گاڑی انتہائی آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ حضور انور نے گاڑی کا شیشہ نیچے کر لیا اور اپنے عشاق کو مسلسل ہاتھ ہلا کر ان کے عشق ومحبت اور فدائیت کے اظہار کا جواب دیتے رہے، ایک ناقابل بیان منظر تھا۔ اسی منظر میں گاڑی پیس ویلج کی سڑکوں اور گلیوں میں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی پیس ویلج سے باہر آئی اور ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔

حضور انور کی ایئرپورٹ پر آمد سے قبل سامان کی بکنگ اور بورڈنگ کارڈ کے حصول کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ قریباً اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ ایئرپورٹ پر تشریف لے آئے اور سپیشل لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ مقامی انتظامیہ نے دوپہر کے کھانے کا انتظام اسی لاؤنج میں کیا ہوا تھا۔

پروگرام کے مطابق چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک پروٹوکول انتظام کے تحت جہاز پر سوار ہونے کے لئے لاؤنج سے روانہ ہوئے۔ پروٹوکول آفیسر جہاز کے دروازہ تک حضور انور کے ساتھ آئی۔

ایئر کینیڈا کی پرواز AC1129 چار بجکر بیس منٹ پر ٹورانٹو سے سسکاٹون (Saskatoon) کے لئے روانہ ہوئی۔

ٹورانٹو سے سسکاٹون تک کے اس سفر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی اور قافلہ کے ممبران کے علاوہ 14 احباب کو سفر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جن میں امیر صاحب کینیڈا مع اہلیہ، ایک نائب امیر صاحب، جنرل سیکرٹری صاحب، موجودہ اور سابقہ صدر خدام الاحمدیہ، نائب صدر خدام الاحمدیہ، صدر لجنہ اماء اللہ، بشیر احمد ناصر صاحب فوٹوگرافر، سید قمر سلیمان صاحب وکیل وقف نو تحریک جدید ربوہ، سید عامر سفیر صاحب ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور ملک طارق ہارون صاحب واقف زندگی امریکہ (ممبر سٹاف ریویو آف ریلیجنز) اور ڈاکٹر تنویر احمد صاحب (امریکہ) جو قافلہ کے ساتھ اس سارے سفر میں ڈیوٹی پر ہیں شامل تھے۔

ایئر کینیڈا کی پرواز AC1129 قریباً تین گھنٹے بیس منٹ کے سفر کے بعد سسکاٹون کے مقامی وقت کے مطابق پانچ بجکر چالیس منٹ پر سسکاٹون کے ایئرپورٹ پر پہنچی۔ (سسکاٹون کا وقت ٹورانٹو سے قریباً دو گھنٹے پیچھے ہے)۔

....

سیسکاٹون ائرپورٹ پر حکومتی سرکردہ افراد کی طرف سے استقبال

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز سے باہر تشریف لائے تو ملک عبدالباری صاحب نائب امیر کینیڈا، سید تنویر احمد شاہ صاحب ریجنل امیر سسکاٹون آصف خان صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

اس موقع پر صوبہ Saskatchewan کے دارالحکومت Regina سے درج ذیل حکومتی سرکردہ افراد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے بذریعہ جہاز سفر کر کے سسکاٹون پہنچے تھے۔

= آنریبل Don Morgan ڈپٹی وزیر اعلیٰ صوبہ Saskatchewan موصوف تعلیم اور لیبر (Labour) کے منسٹر بھی ہیں۔

= آنریبل Gordon Wyant اٹارنی جنرل، منسٹر آف جسٹس

= David Buckingham ممبر آف صوبائی پارلیمنٹ

= Eric Olauson ممبر آف صوبائی پارلیمنٹ

= محمد فیاض صاحب ممبر آف صوبائی پارلیمنٹ (موصوف اللہ کے فضل سے مخلص احمدی ہیں)

ان سب مہمانوں نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان سب کو شرف مصافحہ بخشا۔

ان سب حکومتی افراد کو صوبہ Saskatchewan کے وزیر اعلیٰ Hon. Brad Wall نے ایک سپیشل جہاز کے ذریعہ ریجائنا (Regina) سے سسکاٹون بھجوایا تھا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لاؤنج میں تشریف لے آئے اور ان مہمانوں سے گفتگو فرمائی۔ مہمانوں نے باری باری اپنا تعارف کروایا اور مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی۔

مساجد کے افتتاح کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ ریجائنا اور لائیڈ منسٹر (Lloyd Minister) میں مساجد کے افتتاح میں یہاں سسکاٹون میں مسجد زیر تعمیر ہے۔ ابھی مکمل نہیں ہوئی۔

ریجائنا میں باقاعدہ مسجد کی تعمیر ہوئی ہے جبکہ لائیڈ منسٹر میں ایک عمارت کو مسجد میں تبدیل کیا گیا ہے۔ حضور انور نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ان دونوں جگہوں پر ہماری کمیونٹی زیادہ بڑی نہیں ہے جبکہ یہاں سسکاٹون میں جماعت کی تعداد ہزار، بارہ سو سے اوپر ہے۔

کچھ وقت کے لئے حضور انور یہاں تشریف فرما رہے، آخر پر ان حکومتی افراد نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

....

چھ بجکر پانچ منٹ پر جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایئرپورٹ سے باہر تشریف لائے تو ایک پولیس آفیسر نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور عرض کیا کہ پولیس کا Escort آپ کے لئے تیار ہے۔ چنانچہ یہاں سے قافلہ پولیس کے Escort میں روانہ ہوا۔ پولیس کی تین گاڑیوں نے قافلہ کو Escort کیا اور ہر طرف سے راستہ کلیئر کیا۔ قریباً پندرہ منٹ کے سفر کے بعد چھ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہوٹل Marriott میں تشریف آوری ہوئی۔ جہاں صدر جماعت سسکاٹون فہیم چوہدری اور بعض جماعتی عہدیداران نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

مقامی جماعت نے نمازوں کی ادائیگی اور دوسرے مختلف جماعتی پروگراموں کے لئے ہوٹل سے دس منٹ کی مسافت پر Prairieland Park میں ایک وسیع وعریض ہال حاصل کیا ہوا تھا اور اس دورہ کے دوران اسے بطور سنٹر استعمال کیا اور اس کے اندر ہی مختلف حصے کر کے، مختلف پروگراموں کے انعقاد کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

پروگرام کے مطابق سات بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور پولیس کے Escort میں اس سنٹر کے لئے روانگی ہوئی۔

سات بجکر پچپن منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس سنٹر میں تشریف آوری ہوئی۔ سنٹر کے عین دروازہ پر صدر جماعت فہیم چوہدری صاحب اور مبلغ سلسلہ سسکاٹون خالد منہاس صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال کے اندر تشریف لے گئے جہاں مقامی جماعت نے نعرے بلند کرتے ہوئے بڑے والہانہ انداز میں اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا بچوں اور بچیوں کے گروپس نے خیر مقدمی دعائیہ گیت پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اس کے بعد کچھ دیر کے لئے خواتین کے ہال میں بھی تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔

....

سسکاٹون (Saskatoon) صوبہ Saskatchewan کا ایک بڑا شہر ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس صوبہ کا یہ دوسرا دورہ ہے۔ سال 2005ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 20 جون کو سسکاٹون تشریف لائے تھے اور یہاں دو روز قیام فرمایا تھا۔ اس وقت یہاں جماعت کی تعداد بہت محدود تھی۔ جماعت نے یہاں 1996ء میں ایک عمارت بطور مشن ہاؤس خریدی تھی۔ اس میں ایک ہال نما کمرہ مردوں کے لئے اور دوسرا خواتین کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کے علاوہ لائبریری اور دفتر کی سہولت ہے۔ سال 2005ء کے سفر میں اسی مشن ہاؤس میں نمازوں کی ادائیگی اور دیگر پروگرام ہوئے تھے۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد ہزار سے آگے بڑھ چکی ہے۔ اس لئے نمازوں کی ادائیگی اور دوسرے پروگراموں کے انعقاد کے لئے ایک وسیع وعریض ہال بطور سنٹر عارضی طور پر حاصل کیا گیا ہے۔

جماعت احمدیہ سسکاٹون نے اپنی مسجد اور سنٹر کی تعمیر کے لئے 16 ایکڑ کا ایک قطعہ زمین 1988ء میں خریدا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے سال 2005ء کے سفر کے دوران اس کا معائنہ فرمایا تھا اور دعا کروائی تھی اور مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے نقشہ جات بھی ملاحظہ فرمائے تھے۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں ایک بڑی خوبصورت وسیع وعریض مسجد اور جماعتی سنٹر اور مشن ہاؤس تعمیر کے آخری مراحل میں ہے اور انشاء اللہ العزیز سال 2017ء میں اس مسجد اور پورے کمپلیکس کی تعمیر مکمل ہو جائے گی اور کینیڈا کی سرزمین پر ٹورانٹو، کیلگری اور وینکوور کے بعد یہ چوتھی بہت بڑی وسیع وعریض مسجد اور جماعتی سنٹر، مشن ہاؤس، گیسٹ ہاؤس، دفاتر، لائبریری اور

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

ملٹی پرپز ہال پر مشتمل ایک بڑا کمپلیکس ہوگا۔

یکم نومبر 2016ء بروز منگل

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروگرام کے مطابق صبح سات بجے Prairieland Park سنٹر میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ سسکاٹون میں سورج ان دنوں آٹھ بجے کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔

ہوٹل سے نماز فجر کے لئے جاتے ہوئے اور پھر واپس آتے ہوئے پولیس نے Escort کیا اور پولیس کی تین گاڑیاں قافلہ کے ساتھ رہیں۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

بعدازاں پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Prairieland سنٹر میں تشریف لے آئے۔ جہاں حضور انور کی آمد سے قبل ہی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے جرنلسٹ انٹرویوز اور پریس کانفرنس کے انعقاد کے لئے موجود تھے۔

Ckom News کے نمائندہ کو انٹرویو

سب سے پہلے جرنلسٹ John Gormeley نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔ موصوف CKOM News کے نمائندہ ہیں جو کہ سسکاٹون میں خبروں اور معلومات کا سب سے زیادہ مقبول سٹیشن ہے۔

جرنلسٹ نے عرض کیا کہ ہمیں خلیفۃ المسیح کی صوبہ Saskatchewan آمد پر بے حد خوشی ہوئی ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوف کا شکریہ ادا کیا۔

☆ اس کے بعد جرنلسٹ نے سوال کیا کہ احمدی احباب تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور تقریباً 50 ہزار یہاں کینیڈا میں مقیم ہیں۔ آپ کی کمیونٹی کا کینیڈا سے کیسا تعلق ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: احمدی احباب جو یہاں آباد ہیں وہ یہاں کے شہری ہیں۔ اس ملک کے لئے ان کے ویسے ہی جذبات ہیں جو کسی بھی محبّ وطن کے اپنے ملک کے لئے ہوتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں وطن سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ پس جو احمدی یہاں آباد ہیں ان کا وطن سے محبت کرنا ضروری ہے۔

☆ جرنلسٹ نے عرض کیا کہ آپ نے مختلف مواقع پر اپنے لوگوں کو معاشرے کا حصہ بننے اور محبت اور ہم آہنگی بڑھانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ اپنے پیروکاروں کو یہ تلقین کیوں کرتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس وقت دنیا میں عوام الناس پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ ہر جگہ ناانصافی اور بددیانتی نظر آرہی ہے۔ اسلئے اس بات کی ضرورت ہے کہ محبت کو پھیلایا جائے اور محبت کے پیغام کو فروغ دیا جائے۔ ہم بھی اسی پیغام کو فروغ دیتے ہیں اور خود بھی پرامن زندگی گزارتے ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ نے اکثر اس بات کا ذکر کیا ہے کہ مسلمان ممالک میں بہت بدامنی ہے، آپ کا اس سے کیا مطلب ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسلمان اسلام کی اصل تعلیمات سے دور ہو چکے ہیں۔ اس وجہ سے مسلمان ممالک میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر یہ اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل کر رہے ہوتے تو ان کے اعمال ایسے نہ ہوتے جن کی وجہ سے ہر طرف بدامنی ہے۔

☆ جرنلسٹ نے عرض کیا کہ کیا انتہاپسندی کی روک تھام کے لئے مذہبی راہنماؤں کا بھی کوئی کردار ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بالکل ان کا کردار ہے۔ اسی وجہ سے مَیں یہ پیغام تمام دنیا میں پھیلا رہا ہوں۔ بحیثیت مذہبی راہنما نہ صرف میرا یہ فرض ہے کہ میں یہ پیغام پھیلاؤں بلکہ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ جماعت احمدیہ کی سوچ کو اس طرح تیار کیا جائے کہ وہ انتہاپسندی سے بچتے رہیں۔

☆ جرنلسٹ نے عرض کیا کہ جماعت احمدیہ کو اسلامی ممالک میں شدت پسندی کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آپ کے اس بارہ میں کیا تأثرات ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بات تو مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ مسلمان اور خاص طور پر علماء اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل نہیں کر رہے۔ اسی وجہ سے انہیں یہ معلوم نہیں کہ کس طرح آپس میں مل جل کر رہنا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ جب مسلمانوں کی حالت بگڑے گی تو ان کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ ایک شخص بھیجے گا جو اسلام کی اصل تعلیمات کا احیائے نو کرے گا۔ اور ہمارا یہ یقین ہے کہ وہ شخص آچکا ہے جبکہ باقی مسلمان ابھی اس شخص کے ظہور کے منتظر ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس شخص کا مقام نبی کا ہے اور اس کے برعکس مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ ایسا نبی آسکتا ہے جو غیر تشریعی ہو اور کوئی نیا قانون نہ لائے۔ تو یہ بنیادی فرق ہے احمدی مسلمان اور غیر احمدی مسلمانوں میں اور اسی وجہ سے وہ ہماری مخالفت کرتے ہیں اور جہاں بھی ان کو طاقت حاصل ہوتی ہے ہمیں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ بعض ملکوں میں جیسے پاکستان میں ہمارے خلاف قوانین بنائے جاتے ہیں اور اس طرح ہمیں تشدد کا نشانہ بناتے ہیں۔ باقی مسلمان ممالک میں ہمیں تکالیف تو دی جاتی ہیں لیکن ہمارے خلاف کوئی قانون نہیں ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ ہم جو غیر مسلم ممالک ہیں احمدیوں کی مدد کس طرح کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ انسانی حقوق کے قائم کرنے والے ہیں تو انسانی حقوق کے قیام کے لئے آپ کو کچھ تو کرنا چاہئے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ ہم احمدی کمیونٹی میں دیکھتے ہیں کہ ایک مرکزی قیادت خلافت کی شکل میں موجود ہے جبکہ دوسرے بڑے مسلمان فرقوں میں یہ مرکزیت نہیں ہے۔ کیا اس وجہ سے دین کو سمجھنے میں فرق آتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ جب مسلمانوں کی اکثریت اسلام کی صحیح تعلیمات کو پس پشت ڈال دے گی تو اس وقت ایک ہدایت دینے والا آئے گا اور اس کے بعد خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا اور جو خلیفہ ہوگا وہ بانی جماعت کا نمائندہ ہوگا اور آپ علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانے والا ہوگا۔ پیشگوئی میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ وہ آنے والا شخص ایک جماعت قائم کرے گا اور جو لوگ اس جماعت میں شامل ہوں گے وہی حقیقی مسلمان ہوں گے۔ اس لئے ایک مرکزی قیادت کا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر کام نہیں ہوسکتا۔

☆ جرنلسٹ نے عرض کیا کہ ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے ہمارے لئے وقت نکالا۔ آپ کی جماعت کا قول ہے کہ 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'۔ ہم کس طرح کینیڈین لوگوں کو اس پیغام کی طرف لا سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے خیال میں کوئی بھی ایسا شخص اس پیغام کو جھٹلا نہیں سکتا۔

انٹرویو کے آخر پر جرنلسٹ نے عرض کیا کہ آپ کا بہت شکریہ۔ آپ کے ساتھ وقت گزارنا ہمارے لئے اعزاز کا باعث ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی موصوف کا شکریہ ادا کیا۔

یہ انٹرویو اگلے روز اخبار میں Ahmadiyya Caliph Shares Message of True Islam in Saskatoon کے عنوان کے ساتھ شائع ہوا اور اس اخبار کے ذریعہ 65 ہزار لوگوں تک یہ انٹرویو پہنچا۔

CBC نیوز ٹیلی ویژن کے نمائندہ کو انٹرویو

اس کے بعد دوسرا انٹرویو CBC نیوز ٹیلیویژن کے جرنلسٹ Devin Heroux نے لیا۔ CBC News کینیڈا میں سب سے زیادہ دیکھے جانے والا ٹیلیویژن نیٹ ورک ہے۔

☆ جرنلسٹ کے ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: احمدیوں کی ایک بڑی تعداد یہاں پر مقیم ہے۔ اسی وجہ سے میں یہاں ان سے ملنے آیا ہوں۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو ٹورانٹو سفر نہیں کر سکتے۔ اس لئے جب لائیڈ منسٹر اور ریجائنا میں مساجد کے افتتاح کا پروگرام بنا تو میں نے مناسب سمجھا کہ یہاں بھی کچھ دیر قیام کروں۔ یہاں تک تو فلائٹ بھی بہت بہتر ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ میرا پہلی بار احمدیہ جماعت سے تعارف اس وقت ہوا جب کیلگری مسجد کا افتتاح ہو رہا تھا۔ اس وقت انتہاپسندی کے بارہ میں کیلگری میں کافی باتیں ہو رہی تھیں۔ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے کافی زور تھا کہ سارے مسلمان ایک جیسے نہیں ہیں۔ یہ پیغام کینیڈا میں کتنی اہمیت کا حامل ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم احمدی انتہاپسندی میں یقین نہیں رکھتے۔ اور جہاں تک میرا علم ہے کوئی بھی احمدی اس حد تک انتہاء پسند نہیں ہوا کہ وہ داعش کا رکن بن گیا ہو بلکہ انتہاپسندی کی سوچ بھی احمدیوں کے قریب نہیں آئے گی اور اس کی وجہ اسلام کی سچی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔ اور یہ قرآن کریم کی صحیح تعلیمات پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے۔ کہ احمدی انتہاپسندی کی سوچ سے بہت دور ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے عرض کیا کہ میں نے آپ کا حُبّ الوطنی کا پیغام سنا ہے اور آپ نے جہاں بھی موقع ملا اس پر روشنی ڈالی ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ دنیا میں جہاں بھی جائیں ہر احمدی کے اخلاق ایک ہی طرح کے ہیں۔ اگر آپ افریقہ کے کسی چھوٹے سے چھوٹے قصبہ میں چلے جائیں تو وہاں کے احمدی کے اخلاق بھی کینیڈین احمدی جیسے ہوں گے۔ احمدی مسلمان اسلام کی صحیح اور سچی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں اور یہ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان کہ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ ہر احمدی کو ملکی قوانین کی پیروی کرنی چاہئے اور ایک دوسرے کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔ اگر دو جملوں میں اسلامی تعلیم کو اجمالاً بیان کیا جائے تو وہ یہ ہے کہ حقوق اللہ کی ادائیگی کرنا اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کرنا۔ اگر آپ ان پر عمل شروع کردیں تو دنیا کے ہر خطہ میں ایک جیسے ہی اخلاق ہوں گے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ میں تقریباً ہر روز آپ کی نئی زیرِ تعمیر مسجد کے سامنے سے گزرتا ہوں۔ اور مجھے بارہا بتایا گیا ہے کہ یہ مسجد سب کے لئے ہے۔ کیا آپ اس کی وضاحت کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مساجد ہمیشہ سب کے لئے کھلی ہیں۔ جب مسلمانوں کو اپنے دفاع کی اجازت دی گئی تھی تو اس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے کہ لڑنے کی اجازت ان کے خلاف ہے جو تم پر حملہ آور ہوئے ہیں اور یہ اجازت اس لئے ہے کہ اگر تم نے ان لوگوں کو نہ روکا تو وہ لوگ جو تم پر حملہ آور ہیں وہ باقی عبادتگاہوں پر بھی حملہ آور ہوں گے چاہے وہ چرچ ہوں، مندر ہوں، سینا گاگ ہوں یا کوئی اور معابد ہوں کیونکہ یہ حملہ آور لوگ مذہب کے خلاف ہیں۔ تو اگر یہ تعلیم ہے تو تمام لوگوں کو خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب اور مسلک سے ہو ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنا ہوگا اور ہماری مساجد سب کے لئے کھلی ہوں گی۔ ہر وہ شخص جو ایک خدا کی عبادت کے لئے آتا ہے وہ ہماری مسجد کا دروازہ کھلا پائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب نجران سے عیسائی وفد مدینہ آیا اور ان کی عبادت کا وقت ہوا تو ان کو اس بات کی فکر ہوئی کہ ان کی عبادت کا وقت گزر رہا ہے اور کوئی مناسب جگہ نہیں مل رہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا اندازہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وفد کو اپنی مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دی۔ تو یہ اسلام کی صحیح تعلیم ہے جس پر خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل فرمایا۔ یہ بات نہیں ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات کو حالات کے مطابق بدل رہے ہیں۔ ہم تو صرف ان تعلیمات کی پیروی کر رہے ہیں جو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہیں اور جو قرآن کریم نے پیش کی ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ میں نے آپ کا CBC کا انٹرویو سنا تھا جس میں آپ نے کینیڈا میں پناہ گزینوں کے حوالہ سے بات کی تھی۔ اسی طرح یہ شہر بھی بدل رہا ہے، اور لوگوں کو بھی اس بات کا اندازہ ہو رہا ہے۔ تو آپ کا سسکاٹون کے لوگوں کے لئے کیا پیغام ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ شہر تبدیل ہو رہا ہے اور بڑھ رہا ہے۔ جب میں پچھلی دفعہ یہاں آیا تھا تو یہ شہر اتنا بڑا نہیں تھا جتنا کہ اب ہے۔ جہاں میری رہائش ہے وہ بھی بہت بڑی بلڈنگ ہے اور اسی طرح اور بھی عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں آبادی بڑھ رہی ہے اور کینیڈا میں مختلف تہذیب اور مختلف رنگ و نسل کے لوگ بستے ہیں اور اسی

طرح مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے پناہ گزین یہاں آرہے ہیں۔ تو یہ کینیڈا کی خوبصورتی ہے اور انہیں اپنا یہ طریق قائم رکھنا چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کی عزت کرتے رہیں اور پُرامن اور خوش اسلوبی سے رہتے رہیں۔ میرا یہی پیغام ہے کہ کینیڈا کی یہ خوبصورتی اسی طرح قائم رہے۔

....

سسکاچوان کے سب سے بڑے اخبار Star Phoenix کے نمائندہ کو انٹرویو

اس کے بعد تیسرا انٹرویو صوبہ سسکاچوان کے سب سے بڑے اخبار Star Phoenix کے صحافی Thea James نے لیا۔ اس اخبار کے قارئین کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے جو کہ اس شہر کی 35 فیصد آبادی بنتی ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ دونوں مساجد کا افتتاح ہونے والا ہے۔ آپ نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ یہ مسجدیں سب کے لئے ہیں، کیا آپ اس کی وضاحت کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر مسجد خدا کا گھر ہے اور لوگ خدا کی مخلوق ہیں تو ہم کیوں لوگوں کو خدا کے گھر میں جانے سے روکیں۔

☆ اس پر جرنلسٹ نے عرض کیا کہ اس کا مطلب ہے کہ مسجد تمام مذاہب کے لوگوں کے لئے کھلی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر مذہب کے لوگوں کے لئے ہماری مسجد کا دروازہ کھلا ہے۔ میں ابھی ذکر ہی کر رہا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک عیسائی وفد مدینہ آیا اور جب ان کی عبادت کا وقت ہوا تو انہوں نے مسجد سے باہر جا کر اپنی عبادت کرنا چاہی جس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں ہی عبادت کرنے کی اجازت دی۔ تو جہاں تک عبادت کا تعلق ہے تو مساجد ان سب کے لئے کھلی ہیں جو ایک خدا کی عبادت کرنا چاہتے ہیں اور جہاں تک مسجد کو دیکھنے کا تعلق ہے تو اس مقصد کے لئے بھی ہمارے مساجد کے دروازے سب کے لئے کھلے ہیں۔ اب تو مساجد کے ساتھ بعض ہال بھی تعمیر کئے جاتے ہیں جو مختلف مقاصد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کیلگری میں بھی یہ ہال ہیں اور وہاں پر بھی مختلف مذہبی تنظیموں کے ساتھ پروگرام کئے جاتے ہیں۔ اور اگر ہم چرچ میں عبادت کر سکتے ہیں تو وہ کیوں ہماری مساجد میں عبادت نہیں کر سکتے۔ اور اسی طرح بعض مختلف پروگرام کئے جاتے ہیں تو مساجد سب کے لئے کھلی ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کیا مرد اور عورت ایک ساتھ مل کر عبادت کر سکیں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مرد اور عورتیں ایک ساتھ ہی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ مرد اگلی صفوں میں کھڑے ہوتے اور عورتیں پچھلی صفوں میں نماز ادا کرتی تھیں۔ یہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ عورتوں کا مقام مردوں سے کم ہے بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ عبادت میں ساری توجہ اپنے خالق کی طرف ہونی چاہئے اور اگر عورتیں سامنے کھڑی ہوں تو ایک بڑی تعداد ایسی ہوگی جو نماز میں اپنی توجہ قائم نہ رکھ سکیں گے اور عبادت کی بجائے ان کی توجہ سامنے کھڑی کسی لڑکی یا کسی اور طرف کھڑی عورت کی طرف ہوگی۔ اسی وجہ سے عورتوں کو پچھلی صف میں کھڑے ہونے کا حکم ہے اور آج کل کے حالات میں عورتوں کی آسانی اور آرام کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے لئے ایک علیحدہ جگہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔

☆ اس پر جرنلسٹ نے عرض کیا کہ آپ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ عورتیں علیحدگی میں زیادہ آرام محسوس کرتی ہیں کیا اس بات کا اظہار وہ خود بھی کرتی ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عورتیں کہتی ہیں کہ ہم علیحدگی میں زیادہ آرام محسوس کرتی ہیں۔ آپ کسی بھی احمدی خاتون سے پوچھ لیں جو عبادت کرنا چاہتی ہیں وہ عورتوں میں عبادت کرنے میں زیادہ آرام محسوس کرتی ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ہماری عورتیں مردوں سے علیحدہ نماز ادا کرتی ہیں بلکہ ان کے دیگر پروگرام بھی علیحدہ ہوتے ہیں۔ ان کے تمام پروگرام اور انتظامی امور علیحدہ ہوتے ہیں۔ یوکے میں ہمارے جلسہ میں تقریباً پندرہ ہزار احمدی خواتین جمع ہوتی ہیں۔ وہاں ایک BBC کی خاتون جرنلسٹ بھی یہ دیکھنے کے لئے آئیں کہ یہ خواتین اپنا دن کیسے گزارتی ہیں۔ تو انہوں نے وہ پورا دن عورتوں میں گزارا۔ پہلے پندرہ منٹ تو انہیں تھوڑا عجیب محسوس ہوا کہ وہ صرف عورتوں میں ہیں اور وہاں کوئی مرد موجود نہیں۔ لیکن تھوڑی دیر بعد وہ زیادہ آرام محسوس کرنے لگیں اور پھر انہوں نے اپنا پورا دن وہاں پر گزارا اور انہوں نے کہا کہ مجھے محسوس ہوا کہ میں مردوں کی نگاہوں سے محفوظ ہوں۔ تو یہ صرف عادت کی بات ہوتی ہے۔

اگر آپ ایک مذہب کے پیروکار ہیں اور مذہب کو سچا سمجھتے ہیں تو اس کے احکام پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ جس طرح دنیاوی کلبوں کے قوانین ہوتے ہیں اور شامل ہونے والوں کو ان کی پیروی کرنی پڑتی ہے اسی طرح ہر جگہ کے بعض قوانین ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ عورتوں کے حقوق ضبط کئے جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہماری احمدی عورتیں مَردوں سے زیادہ پڑھی لکھی ہیں۔ ان میں ڈاکٹرز ہیں جو پریکٹس بھی کرتی ہیں، انجینئرز بھی ہیں، وکیل بھی ہیں، ریسرچ میں بھی ہیں، بعض سائنسدان بھی ہیں۔ تو ان سب کو ان کے حقوق دیئے جاتے ہیں لیکن جہاں مذہبی تقریب کا سوال ہے وہاں مذہبی احکام کی پیروی کرنی ہوگی۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ مساجد کے علاوہ عورتوں کے حقوق کو یقینی بنانے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں یا ان کی کس طرح مدد کی جا رہی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم عورتوں کے حقوق کو ہمیشہ سے فروغ دیتے آئے ہیں۔ اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ ہماری عورتیں زیادہ تعلیمیافتہ ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اگر عورتیں تعلیمیافتہ نہ ہوں تو وہ اپنے بچوں کی تربیت کیسے کریں گی۔ اور اگر بچوں کی تربیت اچھی نہ ہو تو وہ کیسے اچھے شہری بنیں گے۔ وہ کس طرح قانون کی پابندی کرنے والے شہری بنیں گے؟ اور وہ ملک کے لئے کس طرح مفید وجود بنیں گے؟ عورتوں کا بڑا اہم کردار ہے۔ وہ بحیثیت ماں اپنے بچوں کو اچھے اخلاق سکھاتی ہیں اور ان کو ایک اچھا شہری بنا سکتی ہیں اور انتہاپسندی سے بچا سکتی ہیں، جو کہ آج کل ایک اہم مسئلہ ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ انتہاپسندی کی روک تھام کے لئے کیا کیا جا رہا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں یہ پہلے ہی بیان کر چکا ہوں کہ اگر مائیں تعلیمیافتہ ہوں گی اور انتہاپسندی کے برے اثرات سے واقف ہوں گی اور جانتی ہوں گی کہ یہ نہ صرف غیر قانونی ہے بلکہ اسلام بھی اس کی اجازت نہیں دیتا تو اپنے بچوں کو بچا سکیں گی۔ اگر مائیں دینی علم بھی رکھتی ہوں گی اور دنیاوی علم بھی ہوگا تو وہ اپنی اولاد کو بچا سکیں گی۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ جن لوگوں نے داعش میں شمولیت اختیار کی اس میں 20 فیصد عورتیں تھیں۔ تو اگر عورتیں اس حد تک انتہاپسندی میں بڑھ سکتی ہیں تو آپ کا کیا خیال ہے وہ بچوں کی کیسی تربیت کریں گی۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ انتہاپسندی کی روک تھام میں مساجد کا کیا کردار ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مساجد کا کردار وہی ہے جو ہماری مساجد ادا کر رہی ہیں۔ آپ کبھی یہ نہیں سنیں گے کہ کوئی احمدی بچہ یا بچی یا لڑکا یا لڑکی مسجد میں انتہاپسندی کی تعلیم حاصل کرتا رہا ہو۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ آئیں اور خطبات کو سنا کریں اور دیکھیں کہ مسجدوں میں امام کیا کرتے ہیں۔ ان کا کردار کیسا ہے۔ حکومتوں کو نظر رکھنی ہوگی۔ اگر آپ جو پریس اور میڈیا کے لوگ ہیں، سیاستدان اور پولیس کے اہلکار میرے خطبات سنیں تو پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح انتہاپسندی سے بچنا ہے۔ ہر ہفتہ میرا ایک خطبہ MTA پر ساری دنیا میں براہ راست نشر ہوتا ہے۔ اگر آپ اس کو سنیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ انتہاپسندی کی روک تھام میں مساجد کا کیا کردار ہے۔

....

پریس کانفرنس

ان تینوں انٹرویوز کے بعد پریس کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں درج ذیل الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا شامل ہوا۔

1۔ Glob & Mail 2۔ سسکاٹون میڈیا گروپ 3۔ CKOM News 4۔ Global TV News 5۔ CTV Saskatoon 6۔ CBC News Saskatoon 7۔ Star Phoenix

☆ ایک جرنلسٹ نے عرض کیا کہ سب سے پہلے میں آپ کو سیسکاٹون میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ کے یہاں سیسکاٹون آنے کا کیا مقصد ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے کہیں بھی جانے کے عموماً دو مقاصد ہوتے ہیں۔ ایک تو کسی مسجد کا افتتاح کرنا اور دوسرا اپنے لوگوں سے ملاقات کرنا۔ جس طرح لوگ اپنے روحانی پیشوا، خلیفہ سے محبت کرتے ہیں اسی طرح خلیفہ بھی اپنے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ تو یہاں پر ہماری جماعت کی تعداد بھی خاصی ہے۔ اس لیے مَیں یہاں اپنے لوگوں سے ملنے کے لیے آیا ہوں۔

☆ ایک دوسری جرنلسٹ نے سوال کیا کہ مجھے اندازہ نہیں کہ آپ نے ہمارے صوبہ سیسکاچوان میں ابھی تک کتنا وقت گزارا ہے لیکن آپ کیا دیکھتے ہیں کہ یہاں پر آپ کی جماعت کا باقی جگہوں سے کیسے فرق ہے اور کونسی ایسی چیزیں ہیں جو آپ تبدیل کرنا چاہیں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے باقی مسلمان جماعتوں کا تو پتا نہیں البتہ مجھے احمدیوں کا بخوبی پتہ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہاں پر احمدی اپنی سوسائٹی میں خوب رَچ بس گئے ہوں گے۔ وہ قانون کے پابند اور مُحبِّ وطن ہیں اور اپنی استعداد کے مطابق وہ سب کچھ کر رہے ہوں گے جو انہیں کرنا چاہئے۔ اور یہی ایک احمدی کی فطرت ہے کہ وہ جہاں بھی ہو (صرف سیسکاٹون یا کینیڈا کی بات نہیں بلکہ دنیا میں ہر جگہ) کردار کے اعتبار سے ایک ہی طرح کا نظر آئے گا۔ اس طرح دنیا کے ہر احمدی میں یکسانیت ہوگی۔ اور یہی ہماری جماعت کی خوبصورتی ہے جسے میں ہمیشہ دوسروں کے سامنے رکھتا ہوں۔

☆ جرنلسٹ نے عرض کیا کہ Global News Saskatoon یعنی میڈیا کے لیے آپ کا کوئی پیغام ہو جو ہم سیسکاچوان کے لوگوں تک پہنچائیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب بھی آپ لوگ خبریں دیتے ہیں تو انصاف سے کام لیا کریں۔ تصویر کا ایک رخ ہی نہ دکھایا کریں۔ جیسا کہ میں پہلے بھی پریس کانفرنسز میں یہ کہتا چلا آیا ہوں کہ جو انتہاپسند ہیں یا ایسی تنظیمیں ہیں ان کی تعداد تو معمولی ہے۔ مثلاً داعش کی تعداد کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ وہ 30 ہزار ہیں اور اس قسم کی دوسری تنظیموں میں شامل ہونے والوں کی تعداد ایک ملین سے زیادہ نہیں اور ان لوگوں کی خبر ہیڈ لائن کے طور پر پہلے صفحہ پر شائع کی جاتی ہے جبکہ جو امن پسند مسلمان ہیں، جو اسلام کی اصل اور محبت بھری پرامن تعلیم دنیا میں پھیلاتے ہیں ان کی خبر آپ کبھی شائع نہیں کرتے۔ ہر سال سینکڑوں، ہزاروں لوگ جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کرتے ہیں حتیٰ کہ امسال بھی 5 لاکھ سے زائد لوگ احمدیت میں شامل ہوئے لیکن آپ لوگوں کی طرف سے ایسی کوئی خبر نہیں آتی۔ یہاں تک کہ اخبار کے کسی کونے میں بھی ایسی خبر شائع نہیں کرتے۔ یہ ناانصافی کی بات ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان غلط حرکت کرتا ہے تو آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص مسلمان ہے اور اس کا ایسا کرنا اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر ہے۔ اور اگر کوئی عیسائی یا کوئی اور ایسا کرے تو آپ کہہ دیتے ہیں کہ وہ پاگل ہے یا اس کا ذہنی توازن درست نہیں۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ مستقبل قریب میں یہاں سیسکاچوان میں آپ دو مساجد کا افتتاح کریں گے۔ یہ صوبہ آپ کی جماعت کی ترقی کے لیے کتنا اہم ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کچھ سال پہلے تک یہاں احمدیوں کی تعداد محدود تھی لیکن اب یہ تعداد ایک سے ڈیڑھ ہزار کے درمیان ہے۔ تو ہماری جماعت یہاں بڑھ رہی ہے۔ جہاں جماعت کی تعداد بڑھتی ہے وہاں ہمیں ایک مسجد کی ضرورت بھی پڑتی ہے جہاں ہم اکٹھے ہوسکیں، جہاں ہم پانچ وقت باجماعت نماز پڑھ سکیں، جہاں ہم بیٹھ کر یہ بھی دیکھ سکیں کہ ہم کس طرح انسانیت کی بہتر خدمت کر سکتے ہیں۔ لہٰذا مسجد کی تعمیر کے ساتھ بہت سی چیزیں وابستہ ہیں۔ ہماری مسجدوں میں ایسی مذہبی تربیتی کلاسیں ہوتی ہیں جن میں بچوں کو انتہاپسندی کی تعلیم نہیں بلکہ اسلام کی اصل تعلیم سکھائی جاتی ہے۔

☆ ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ یہاں پر آپ کی جماعت کے لوگوں کو کس قسم کی پریشانیوں کا سامنا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک تو آجکل اقتصادی بحران چل رہا ہے جس کی وجہ سے ہر ایک پریشان ہے۔ اس کے علاوہ کینیڈا ایک پُرامن ملک ہے۔ تمام کینیڈین بہت برداشت کا مادہ رکھنے والے ہیں کیونکہ وہ خود بھی ملٹی کلچرل اور مختلف ethnic گروپس سے ہیں۔ اس لیے میرا نہیں خیال کہ ہماری جماعت کو یہاں کوئی خاص چیلنجز ہوں گے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ نے یہاں پر مساجد کے بارہ میں بات کی ہے۔ کیا آپ سسکاٹون کی مسجد کے حوالہ سے کوئی بات کرنا چاہیں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

فرمایا: یہ مسجد ابھی مکمل نہیں ہوئی اور تعمیر کے مراحل میں ہے۔ اور مجھے امید ہے جب اس مسجد کا افتتاح ہوگا تو یہاں ہمارے ہمسائے اور دیگر تمام غیر مسلم ہماری جماعت کو ہمارے امن کے پیغام اور احمدیوں کے مثبت رویّوں کی وجہ سے بہتر رنگ میں جان سکیں گے۔

☆ اس کے بعد ایک جرنلسٹ نے عرض کیا کہ دنیا کے سیاسی حالات اور خاص طور پر جو امریکہ کے حالات ہیں ان کی روشنی میں آپ کیا سمجھتے ہیں کہ آپ کا امن کا پیغام مسلمانوں کے لیے ایسے وقت میں کتنا اہم ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ظاہری بات ہے کہ یہ پیغام ہی آج کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ گو کہ انتہا پسند لوگوں کی تعداد بہت کم ہے لیکن ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو مسلمان ممالک سے نکل کر مغرب میں بھی پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے کبھی بیلجیم اور کبھی پیرس میں درندگی کا اظہار ہوتا ہے اور بعد میں یہ تنظیمیں دعویٰ کرتی ہیں کہ یہ ہمارے جاں نثاروں نے کام کیا ہے۔ اس لیے اس دور میں اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ دنیا کو محبت اور بھائی چارہ کا پیغام دیا جائے اور ہمیں یہ پیغام عام کرنا چاہئے اور جماعت احمدیہ یہی کام کر رہی ہے۔ حالانکہ یہ کام اور بھی جماعتوں کو کرنا چاہئے تھا مگر وہ اپنی ذمہ داری نہیں نبھا رہے۔ تاہم ہمیں اس ذمہ داری کا احساس ہے اس لئے ہم یہ پیغام پھیلاتے ہیں اور اسے عام کرتے ہیں۔

☆ ایک جرنلسٹ نے کہا کہ آپ کے لیے یہ سوال شاید عام سا ہو۔ آپ نے بتایا ہے کہ اتنی تعداد میں لوگ آپ کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ آپ کی جماعت میں لوگوں کے لیے ایسی کیا کشش ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب لوگ دیکھتے ہیں کہ اسلام کی اصل تعلیم پیار، امن، اور محبت ہے تو وہ اس طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئیاں کی ہوئی تھیں کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ مسلمان علماء کی اکثریت اسلام کی اصل تعلیمات سے ہٹ جائے گی اور وہ لوگوں کی غلط راہنمائی کریں گے اور قرآن کی تعلیم کی تحریف کریں گے تو اس وقت ایک شخص ظاہر ہوگا جو اسلام کی اصل تعلیمات کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس مصلح اور ریفارمر کے آنے کے زمانہ میں بعض نشانات کے پورا ہونے کی نشاندہی بھی بانی اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی اور قرآن کریم میں بھی ان نشانات کا ذکر ہے۔ بعض آسمانی نشانات ہیں اور بعض دیگر نشانات ہیں جو زمین پر پورے ہوں گے۔ سو مسلمان یا بعض دوسرے بھی جب یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ سارے نشانات پورے ہو چکے ہیں تو وہ پھر توجہ کرتے ہیں اور احمدیت میں شامل ہو جاتے ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ مغربی دنیا میں بہت سے لوگوں کی مسلمانوں کے بارہ میں رائے اتنی مثبت نہیں ہے۔ اس کو کیسے بہتر کیا جا سکتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم تو اس پر پہلے ہی کام کر رہے ہیں۔ ہم نے صرف مغربی دنیا تک نہیں بلکہ ساری دنیا تک اسلام کا اصل پیغام پہنچانا ہے۔ پس جب لوگ اسلام کے اصل پیغام کو سمجھتے ہیں تو اسے ضرور سراہتے ہیں۔ مختلف جگہوں پر مثلاً آسٹریلیا میں، سنگاپور میں، افریقہ میں، یورپ میں، نارتھ امریکہ میں، اور امریکہ میں مجھے بہت سے لوگ ملے ہیں جنہوں نے مجھ سے اس بات کا اظہار کیا کہ آپ کو سننے کے بعد اب ہم اسلام کے اصل پیغام کو سمجھے ہیں۔ لہٰذا یہ کام تو پہلے ہی کر رہے ہیں لیکن بہت ہی خوب ہوتا اگر باقی مسلمان اور سچے مسلمان علماء بھی اس ذمہ داری کو نبھاتے۔

☆ ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ امریکہ میں آج سے ایک ہفتہ بعد الیکشن ہونے والا ہے۔ اس الیکشن میں متوقع امیدوار کے حوالہ سے آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلی بات تو یہ کہ میں کوئی سیاستدان نہیں ہوں۔ اور دوسری بات یہ کہ جس امیدوار کی آپ بات کر رہے ہیں وہ اگر جیتتا ہے تو وہ جو بھی کہہ رہا ہے اس پر عمل نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ کوئی آزاد امیدوار تو نہیں ہے بلکہ ایک پارٹی کی نمائندگی کر رہا ہے اور پارٹیوں کا ہمیشہ ایک منشور ہوتا ہے۔ اس لیے اگر وہ منتخب ہو جاتا ہے تو وہ اپنی باتوں کو عملی جامہ نہیں پہنائے گا۔ اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو امریکہ میں ملینز کی تعداد میں مسلمان رہتے ہیں جو اس کے خلاف آواز اُٹھائیں گے۔ چونکہ ان سارے مسلمانوں کا کوئی حقیقی رہنما نہیں ہے اس لیے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کیا ہو۔ بلکہ یہ بات بھی ممکنات میں سے ہے کہ امریکہ سے باہر کے مذہبی علماء ان مسلمانوں کے جذبات ابھاریں۔ اس لیے اگر ایسا کچھ ہوا تو بہت افراتفری اور تباہی کا عالم ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم تو ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ انسان کو ملک کے قانون کا احترام کرنے والا اور اس کے مطابق چلنے والا ہونا چاہئے۔ بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمَانِ۔ اگر سارے مسلمان اس پر عمل کریں تو کہیں بھی کبھی بھی کوئی مسئلہ نہ ہو۔ اور لیڈرز کو بھی چاہئے کہ وہ تمام مسلمانوں کو ایک ہی نظر سے نہ دیکھا کریں۔ ہاں اگر کوئی مجرم ہو تو اس کی شناخت کریں۔ لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ سارے مسلمان ہی انتہا پسند ہیں اس لئے انہیں ban کر دینا چاہئے اور انہیں ملک بدر کر دینا چاہئے۔ جو مسلمان وہاں پیدا ہوئے ہیں ان کے ساتھ کس بنا پر وہ ایسا سلوک کر سکتے ہیں؟

یہ پریس کانفرنس بارہ بجکر پانچ منٹ پر ختم ہوئی۔

فیملی ملاقاتیں

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج صبح کے اس سیشن میں سسکاٹون جماعت کے 45 خاندانوں کے 215 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی اور ان سبھی احباب اور فیملیز نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا بھی شرف پایا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بجکر بیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔ پولیس نے قافلہ کو Escort کیا۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

....

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Prairieland سنٹر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 40 فیملیز کے 186 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ان سبھی فیملیز کا تعلق سسکاٹون جماعت سے تھا۔ ان سب خاندانوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجکر پندرہ منٹ تک جاری رہا۔

....

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 34 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی:

صباحت احمد میاں، سید فاران نواز، مسرور راشد، عدیل احمد، ہادی ظفر کاہلوں، چوہدری کمال مصطفیٰ، فارس احمد قریشی، عیان شریف بھٹی، تسلیم چوہدری، یاسر احمد ظفر، کرشن احمد ظفر، بجیل خان، عاصم احمد ڈار، کامران طاہر۔

مریم حسن، سامیہ رائے، چوہدری ماریہ، جاذبہ اشرف، نیہا ذیشان، سمیرا احمد، علیزا احمد، ارمین ایمان، درّ عدن، سدرہ لاریب رضوان، قانتہ حنیف، رضیہ عزیز خان، نورین انور، اذلیٰ عامر، کشمالہ ذیشان، صوفیہ ناصر، عطیۃ القدوس صالح، افشاں عمران ڈار، نادرہ امانی ملک، امارس احمد۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

میڈیا کوریج

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سیسکاٹون کے دورہ کے دوران متعدد ٹی وی و ریڈیو چینلز، اخبارات اور دیگر میڈیا کے ذرائع سے پورے سسکاچوان صوبہ میں جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔ جن ٹی وی و ریڈیو چینلز اور اخبارات میں اس حوالہ سے خبریں نشر ہوئیں ان کا اختصار کے ساتھ ذکر ذیل میں درج ہے۔

☆ CKOM NEWS کے اینکر پرسن نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جو انٹرویو لیا وہ اخبار میں Ahmadiyya Caliph Shares Message of True Islam in Saskatoon کے عنوان کے ساتھ نشر ہوئی۔ یہ خبر 65 ہزار سے زائد لوگوں تک پہنچی۔

☆ سسکاچوان کے سب سے بڑے اخبار Star Phoenix کے پبلشر نے کہا کہ ہم یہ خبر اپنی اخبار کے پہلے صفحہ پر شائع کریں گے اور یہ خبر ہمارے نیٹ ورک کے مختلف اخباروں میں بھی شائع ہوگی اور خاص طور پر Star Phoenix میں چھپے گی۔ چنانچہ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا اور اس کو اگلے اخبار کے پہلے صفحہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کے ہمراہ شائع کیا۔ اس اخبار کو پڑھنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔

☆ CTV Saskatoon کینیڈا کا سب سے بڑا پرائیویٹ نیوز نیٹ ورک ہے۔ انہوں نے شام کو خبر نشر کی جس کے ذریعہ ایک لاکھ سے زائد لوگوں تک پیغام پہنچا۔

☆ گلوبل ٹی وی نیوز چینل جس کا شمار کینیڈا کے پہلے مقبول ترین نیوز چینلز میں ہوتا ہے انہوں نے Ahmadiyya Muslim Caliph visits Saskatoon during Canadian Tour کے عنوان سے خبر شائع کی۔ اس کے علاوہ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ویڈیو کلپ بھی نشر کیا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شدّت پسندی کی مذمت کی اور لوگوں کو اسلام کا حقیقی پیغام دیا۔ اس خبر کے ذریعہ بھی 75 ہزار سے زائد لوگوں تک پیغام پہنچا۔

☆ سسکاٹون میڈیا گروپ جو کہ سسکاٹون کی سب سے بڑی ریڈیو براڈ کاسٹنگ کمپنی ہے اور ان کے متعدد ریڈیو چینلز ہیں۔ اس گروپ نے بھی اپنے تمام ریڈیو چینلز جن میں 98 Cool FM، CJW 600، Bull 92.2FM اور Cool Classic Radio شامل ہیں ان پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پریس کانفرنس کے حوالہ سے خبر نشر کی جس کے ذریعہ 40 ہزار سے زائد لوگوں تک پیغام پہنچا۔

☆ کینیڈا کا سب سے بڑا اخبار گلوب اینڈ میل جس کی ہفتہ وار قارئین کی تعداد 70 لاکھ سے زائد بتائی جاتی ہے انہوں نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے حوالہ سے حضور انور کی تصویر کے ساتھ Ahmadiyya Muslims find freedom in Canada کے عنوان کے ساتھ اگلے روز خبر شائع کی۔

☆ اس طرح مجموعی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے صوبہ سسکاچوان کے بابرکت دورہ کے نتیجہ میں مختلف ذرائع سے پورے صوبہ میں 17 لاکھ سے زائد کینیڈین لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچا۔

....(باقی آئندہ)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

بقیہ: درس حضورانور از صفحہ نمبر 4

سال پرانی باتیں آج ثابت ہوگئی ہیں کہ صحیح ہیں تو آئندہ کی پیشگوئیاں بھی ہمیشہ ثابت ہوں گی اور یہ اس کا ہمیشہ رہنا بھی ثابت کرتی ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ وہ لَمْ یَلِدْ ہے۔ یعنی اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ اگر بیٹا ہو تو اس کا شریک بن سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی نفی فرمائی ہے۔ کہنے کو تو عیسائیت اس وقت سب سے بڑا مذہب ہے لیکن جو نئے تعلیم یافتہ لوگ ہیں، نئی روشنی کی وجہ سے اسی نظریے نے، بیٹا ہونے کے نظریے نے اسّی فیصد عیسائیوں کو مذہب سے دُور کر دیا ہے۔ اور جو بیس فیصد ہیں وہ بھی نام کے ہیں۔ اور نہ صرف مذہب سے دور ہو گئے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے وجود کے بھی انکاری ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا جو تصور اسلام پیش کرتا ہے وہی حقیقی تصور ہے۔

پھر فرمایا کہ وہ لَمْ یُوْلَدْ ہے۔ اس کا کوئی باپ نہیں تا بوجہ باپ ہونے کے اس کا کوئی شریک بن جائے یا اس کو اپنے باپ سے وراثت میں کوئی چیز ملی ہو یا پھر وہ طاقتیں جو اس میں ہیں اس کے باپ میں بھی ہوں گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُس کا کوئی باپ نہیں۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا یعنی اس کے کاموں میں کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔ وہ اپنی صفات میں کامل ہے۔ وہ اپنے ہر فعل میں کامل ہے۔ اور اس کے ہر فعل کے جو نتائج مترتب ہوتے ہیں ان میں وہ کامل ہے۔ جس طرح وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ پس ہم جس خدا کو مانتے ہیں وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اور وحدہٗ لاشریک ہے۔

(ماخوذ از براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 518 حاشیہ)

....

دوسری سورۃ ہے سورۃ الفلق۔ اس کا ترجمہ ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ کے نام سے جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا، بار بار رحم کرنے والا ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ تُو کہہ دے کہ مَیں چیزوں کو پھاڑ کر نئی چیز پیدا کرنے والے ربّ کی پناہ مانگتا ہوں۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اس کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہیں۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ اور اندھیرا کرنے والے کے شر سے جب وہ چھا چکا ہو۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''کہہ میں شریر مخلوقات کی شرارتوں سے خدا کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اور اندھیری رات سے خدا کی پناہ میں آتا ہوں۔'' اس کی وضاحت آپ نے یہ فرمائی۔ ''یعنی یہ زمانہ اپنے فسادِ عظیم کے رُو سے اندھیری رات کی مانند ہے۔'' رات جو چھا جاتی ہے وہ رات صرف مراد نہیں بلکہ جو زمانہ ہے وہ گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے، دنیا داری میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس کے جو شر ہیں ان سے پناہ مانگتا ہوں اور ایک فساد عظیم اس وجہ سے دنیا میں پیدا ہوا ہے۔ فرمایا ''سو الٰہی قوتیں اور طاقتیں اس زمانہ کی تنویر کے لئے درکار ہیں۔ انسانی طاقتوں سے یہ کام انجام ہونا محال ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 604 حاشیہ)

اب اللہ تعالیٰ نے تو یہ دعا اس لئے بتائی کہ مخلوقات کی شرارتیں ہر زمانے میں ہوتی ہیں اور کوئی بھی اس سے محفوظ نہیں اور یہ زمانہ جس میں مسیح موعود کا ظہور ہونا تھا خاص طور پر اس بات کا متقاضی تھا اور ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاص پناہ تلاش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کے بھی ذرائع ہیں۔ کس طرح وہ پناہ دیتا ہے؟ مختلف ذریعے ہیں۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اس فساد زدہ زمانے، اندھیرے زمانے، روحانیت سے دور ہٹ کر اندھیرا پھیلنے کے زمانے کے لئے مسیح موعود کو بھیجا ہے جس نے اندھیروں سے نکال کر روشنی دکھائی ہے۔ اور ہر ایک جانتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ زمانہ فسادِ عظیم کی انتہا پہ پہنچا ہوا ہے۔ حکومتیں بھی آزادیوں کے نام پر گناہ کرنے کے قانون پاس کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو روشنی بھیجی ہے وہ مسیح موعود کی روشنی ہے۔ اور نہ ہی دنیا دار نام نہاد دوسرے مذاہب، نہ ہی مسلمان جو اللہ تعالیٰ نے روشنی بھیجی ہے اس کو قبول کرنا چاہتے ہیں۔ دونوں ہی اس روشنی کے انکاری ہیں۔ اس روشنی کو لینے کے لئے نہ آپ بند کمروں سے باہر نکلنا چاہتے ہیں، نہ اپنی سوچوں کو کھولنا چاہتے ہیں کہ جو روحانیت جذب کرنے کا ذریعہ بنے۔ نہ اپنے اندھیرے دلوں کی کھڑکیاں اور دروازے کھولنا چاہتے ہیں کہ روشنی ان میں داخل ہو۔ ان لوگوں کو خیال یہ ہے کہ یہ دنیا کے فساد جو بظاہر نظر آ رہے ہیں قتل و غارت، جنگیں، مار دھاڑ، فتنہ و فساد یہ دنیاوی طریقوں سے دُور کر لیں گے۔ حقیقت تو اصل میں یہ ہے کہ یہ لوگ تو خود ہی فساد پیدا کرنے والے ہیں۔

مسلمان ملکوں کو دیکھ لیں ان میں فرقہ واریت کی وجہ سے فساد پیدا ہوا ہوا ہے۔ طاقت کی جنگ کی وجہ سے فساد پیدا ہوا ہوا ہے۔ مسلمان، مسلمان کا خون کر رہا ہے۔ حکومتیں فساد میں حصہ دار ہیں۔ سعودی عرب ہے۔ ایران ہے۔ ترکی ہے۔ کویت ہے۔ یمن ہے۔ غرض کہ ہر ملک میں فساد ہے۔ بیشمار ملک ہیں۔ مسلمان ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں اور نام یہ ہے کہ ہم امن قائم کر رہے ہیں۔

دو دن پہلے عراق میں دھماکہ ہوا۔ دو سو کے قریب لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ٹی وی پہ دکھا رہے تھے لوگ رو رہے ہیں کہ کل ہماری عید ہے یا دو دن بعد عید ہے اور یہ عید ہے جو ہم منائیں گے؟ اپنے رشتہ داروں کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ ان کو قبروں میں اتار رہے ہیں۔ اور ستم ظریفی یہ کہ یہ قتل و غارت گری اسلام کے نام پر ہو رہی ہے۔ دو چار دن پہلے بنگلہ دیش میں اسلام کے نام پر ہلاکتیں کی گئیں۔ مغربی ممالک میں اسلام کے نام پر خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے۔ گویا ان کے نزدیک اس سے اسلام پھیل رہا ہے اور اب اتنی جرأت ہے کہ کل مسجد نبوی میں دہشت گردی کا واقعہ ہو گیا۔ چار پولیس والے مارے گئے۔ اگر دہشتگردوں کو موقع مل جاتا تو مسجد نبوی کا بھی تقدس انہوں نے نہیں رکھنا تھا، وہاں بھی خون کی ہولی کھیلی جانی تھی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گیا کہ لوگ محفوظ رہے۔ یہ سب کیا ظاہر کرتا ہے؟ یہی کہ اندھیرا پھیل چکا ہے اس کے لئے الٰہی روشنی کی تلاش کرو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا دنیاوی وسیلوں اور انسانی طاقتوں سے یہ فسادِ عظیم رکنے والا نہیں کیونکہ نام نہاد امن قائم کرنے والے بھی وہی ہیں اور فساد پیدا کرنے والے بھی وہی ہیں۔

گزشتہ دنوں UNO کی طرف سے ایک بیان دیا گیا کہ سعودی عرب یمن میں فساد کی بہت بڑی وجہ ہے۔ اس کی وجہ سے فساد ہے۔ اس پر بجائے شرمندگی کے یا کسی ایسے اظہار کے کہ ہم آئندہ نہیں کریں گے یا ہم نہیں کر رہے، کوئی شریفانہ بیان دیتے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے تم نے یہ بات کی ہے۔ ہم UNO کو فنڈنگ کرنے میں کافی بڑے ڈونر ہیں۔ ہم اس کو فنڈ (Fund) کرتے ہیں۔ ہم یہ UNO کی مدد بند کر دیں گے۔ تیل کا پیسہ جو ہے ہم یہ فساد پیدا کرنے کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ ان الفاظ میں تو نہیں کہا، مطلب یہی تھا، اور یہ اسی طرح جاری رہے گا اور تمہیں جو دیتے ہیں، تمہارا منہ بند کرنے کے لئے، نام نہاد امن قائم کرنے کے لئے جو تنظیم بنائی گئی ہے اس کے بھی ہم فنڈ بند کر دیں گے۔ جس پر UN نے معذرت کی اور بان کی مون صاحب جو ان کے سیکرٹری جنرل ہیں انہوں نے کہا کہ گو ہے تو یہ حقیقت لیکن ہم مجبور ہیں کہ مالی مشکلات ہمیں پیدا ہو سکتی ہیں اس لئے ہم اپنے الفاظ واپس لے لیتے ہیں کہ بیشک سعودی عرب فساد پیدا کر رہا ہے اور نظر بھی آ رہا ہے لیکن ہمارے پیسے مارے جاتے ہیں اس لئے ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔

یہ ہیں انصاف کے معیار، انصاف کے تقاضے، فساد دور کرنے کی کوششیں جن کو یہ دنیاوی ذرائع سے پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں، تم نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے الٰہی روشنی کی ضرورت ہے اس کو تلاش کرو۔

مسلمانوں کی یہ فساد کی حالت ہے اس کی وجہ سے مغربی دنیا کو مسلمانوں کا بڑا تفصیلی تعارف ہے کہ کون کون سے فرقے ہیں۔ کون سلفی ہے۔ کون وہابی ہے۔ کون کیا کرتا ہے۔ سلفیوں کے کیا اپنے مقاصد ہیں۔ وہابیوں کے کیا مقاصد ہیں۔ سنّی کیا ہیں۔ شیعہ کیا ہیں۔ کس پہ ظلم ہو رہا ہے۔ کون کس طرح ظلم کرتا ہے۔ کون کس طرح جواب دیتا ہے۔ کون کس طرح فساد کرتا ہے۔ کس طرح ان کی planings ہو رہی ہیں۔ کون کون کس طرح کے ظلموں میں ڈوبا ہوا ہے اور یہ بھی ان لوگوں کو پتا ہے کہ مسلمانوں کی اس کمزوری سے ہم نے کس طرح فائدہ اٹھانا ہے، اپنے مقاصد کس طرح پورے کرنے ہیں۔ اسلام کے خلاف بھی اپنی جو کوششیں ہیں جو دجالی منصوبہ بندیاں ہیں ان پر کس طرح عمل درآمد کروانا ہے اور مسلمان ملکوں کی دولت پر کس طرح قبضہ کرنا ہے۔

پھر داعش ایک دہشت گرد تنظیم ہے۔ اس کی خلافت کے حوالے سے دنیا میں ایک خوف پیدا کیا گیا ہے اور اس کو سپورٹ کرنے والے، اس کی مدد کرنے والے، اس پر سخت ہاتھ نہ ڈالنے والے یا جو سخت ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں ان کو ہاتھ ڈالنے سے روکنے والے یہی طاقتیں ہیں۔

بہرحال یہ چیزیں رہیں گی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے فرستادے اور خاتم الخلفاء کی بات نہیں سنتے۔ خلافت جو چلنی ہے وہ مسیح موعود کی خلافت ہے، اس کے علاوہ کوئی نہیں۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ الٰہی قوتیں اور طاقتیں اس زمانے کی تنویر کے لئے درکار ہیں۔ اس زمانے میں اگر کوئی روشنی پھیلنی ہے تو الٰہی طاقتوں سے۔ پس یہ روشنی اگر مل سکتی ہے تو الٰہی قوتوں کے ذریعہ سے نہ کہ دنیاوی حیلوں کے ذریعہ سے اور اس کے لئے مسیح موعود کا ہاتھ پکڑے بغیر چارہ نہیں، جو مرضی کوشش کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی کہ اس پھاڑ کے زمانے میں، تفرقہ بازی کے زمانے میں، پھوٹ کے زمانے میں، جنگوں کے زمانے میں، فساد کے زمانے میں، فرقوں میں بٹنے کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جانا اور یہ لوگ جو ہیں بجائے اس کے کہ اس دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ تلاش کریں اس سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر دنیائے اسلام میں امن قائم کرنا ہے، اگر اندھیروں سے روشنی کی طرف جانا ہے تو مسیح موعود اور مہدی معہود کا ہاتھ پکڑنا ضروری ہے اور پکڑنا ہو گا۔ اس کے علاوہ اب شرور سے بچنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

بیشک وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ مسلمان پڑھتے تو ہیں لیکن روح نہیں۔ صرف منہ سے الفاظ ادا کرتے ہیں۔ اندھیروں سے نکلنے کے بجائے اندھیروں میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک تو قتل و غارت گری کر رہے ہیں، دوسرے ہر برائی میں مبتلا ہیں۔ اخلاقی لحاظ سے دیوالیہ ہو چکے ہیں۔ اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ دنیاوی لالچوں نے دین کی جگہ لے لی ہے۔ آنے والے مسیح موعود کے خلاف جو کہہ سکتے ہیں کہتے ہیں اور جو تدبیریں اور مکر استعمال کر سکتے ہیں کرتے ہیں۔ لیکن ان کو سمجھ نہیں آتی کہ ساری اسلامی دنیا میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ کہیں بھی امن نہیں ہے۔ یہ نتیجہ دیکھ بھی رہے ہیں لیکن پھر بھی اس بات سے ہٹنا نہیں چاہتے۔ نام نہاد علماء دین کے نام پر فساد پیدا کر رہے ہیں اور ہر ایک ان کے پیچھے چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں یہ دعا سکھائی تو وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ کہہ کر پہلے ہی تنبیہ کر دی تھی کہ ان سے بچنا۔ یہ لوگ تمہیں بدیوں اور برائیوں میں مبتلا کریں گے۔ بجائے فساد سے دُور لے جانے کے فساد میں ڈبوئیں گے۔

اسلام کے خلاف جو قوتیں کام کر رہی ہیں وہ ان علماء کے عمل کی وجہ سے طاقت پکڑ رہی ہیں۔ علماء جو ہیں، یہ نام نہاد علماء ان کو امّت کے وسیع تر مفادات کا خیال نہیں۔ لیکن خیال ہے تو صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے خلاف کس طرح منصوبہ بندی کرنی ہے، احمدیوں پر ظلم کس طرح کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''علمائے اسلام ہیں جو اپنی غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نفسانی پھونکوں سے خدا کے فطری دین میں عقدے پیدا کر دیتے ہیں...... کسی مرد خدا کے سامنے میدان میں نہیں آ سکتے۔ صرف اپنے اعتراضات کو تحریف تبدیل کی پھونکوں سے عقدۂ لاینحل کرنا چاہتے ہیں'' یعنی اصلی عبارتوں اور الفاظ کو بدل کر کوشش کرتے ہیں کہ مسئلے جو پیدا ہوئے ہوئے ہیں یہ اَور الجھتے جائیں اور کبھی حل نہ ہوں۔ فرمایا کہ عوام کو ایسے چکر میں ڈالا ہوا ہے کہ ان کو سمجھ نہیں آتی۔ ان کا تو یہی جواب ہوتا ہے کہ علماء نے یہ کہہ دیا، علماء ٹھیک کہتے ہوں گے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں، جو دینی سوچ ہے، جو روحانی سوچ ہے وہ عوام کی اکثریت کی ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے کہ ان کے جو لیڈر ہیں جن کو انہوں نے اپنی طرف سے روحانیت پیدا کرنے کے لیڈر بنایا وہ تو خود اندھے ہیں۔ خود اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''...... وہ قرآن کے مکذّب ہیں کہ اس کی منشاء کے برخلاف اصرار کرتے ہیں اور اپنے ایسے افعال سے جو مخالف قرآن ہیں ...... دشمنوں کو مدد دیتے ہیں...... پس ہم ان کی شرارتوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 221)

پھر وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ میں ان کے شر بھی شامل ہیں جو جماعت میں فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ بعض ایسے لوگ ہمارے اندر بھی بعض دفعہ ہوتے ہیں جو کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے حوالوں سے بعض باتیں کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کبھی خلفاء کا مقابلہ کر کے۔ تو ان فتنوں سے بھی جماعت کے افراد کو بچنا چاہئے۔

پھر اس سورۃ میں حسد سے بچنے کی دعا سکھائی گئی۔ اسلام کی ترقی جو مسیح موعود کے ذریعہ ہونی تھی اور آپ کے جاری نظامِ خلافت کے ذریعہ ہونی تھی اور ہو رہی ہے اس پر

بھی حاسدوں کو حسد ہے اور جوں جوں جماعت ترقی کرتی جائے گی یہ حسد بڑھتی جائے گی۔

آجکل افریقن ممالک میں جہاں جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھیل رہی ہے سعودی عرب اور کویت کے علماء اور پاکستانی علماء پہنچ جاتے ہیں۔ روپیہ پیسہ تو وہاں کی حکومتوں کا خرچ ہوتا ہے جو یہ علماء کو دیتے ہیں۔ تیل کا پیسہ ہے سعودی عرب کے پاس بھی، کویت کے پاس بھی تو یہ بے انتہا خرچ کر رہے ہیں۔ وہ لوگ جو پہلے عیسائی تھے یا لامذہب تھے یا صرف نام کے مسلمان تھے۔ نہ کسی کو کلمہ پوری طرح پڑھنا آتا تھا اور نماز کا تو سوال ہی نہیں، قرآن کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے مبلغین، معلمین نے جا کے ان کو کلمہ سکھایا۔ جو مسلمان تھے انہیں نماز سکھائی، قرآن پڑھنا سکھایا اور جو غیر مسلموں میں سے مسلمان ہوئے ان کو بھی مسجدیں بنا کر دیں۔ بڑی غریبانہ چھوٹی سی مسجدیں بناتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں ہر جگہ بن جائے۔ تو یہ لوگ وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں کے مقامی غیر احمدی مولویوں اور اماموں کو پیسے دیتے ہیں کہ یہاں سے احمدیت کے قدم اکھاڑنے کی کوشش کرو۔ ہم تمہیں بہتر اور بڑی مسجد بنا کے دیتے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ یہ مقامی لوگ اکثر ان میں سے اَن پڑھ ہیں لیکن الٰہی نور کی روشنی ان کو پہنچ چکی ہے اس لئے ان کے دل روشن ہو چکے ہیں وہ خود ہی ان کو جواب دیتے ہیں کہ ہمیں تو کلمہ پڑھنا تک نہیں آتا تھا۔ اس وقت تو تمہیں ہوش نہیں آئی۔ ہمارے بچوں کو کوئی قاعدہ نہیں پڑھاتا تھا، قرآن نہیں پڑھاتا تھا۔ اس وقت تو تمہیں ہوش نہیں آئی۔ آج جب ہمارے لئے یہ انتظام ہو گیا ہے، ہمارے بچوں کو قرآن کریم پڑھنا سکھایا جا رہا ہے، ہم بڑے جو ہیں ہمیں قرآن کریم پڑھنا سکھایا جا رہا ہے، ہمیں اسلام کی حقیقت بتائی جا رہی ہے اور دین کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کی گئی ہے۔ اب تم آ گئے ہو کہ یہ لوگ مسلمان نہیں اور تم مسلمان ہو۔ تو بہرحال خود یہ مقامی لوگ ہی اکثر جگہ پہ ان کا مقابلہ کرتے ہیں، ان کا منہ بند کر دیتے ہیں۔

پس حاسدوں کے حسد کے شر سے بچنے کے لئے اس سورۃ کے پڑھنے کا حکم ہے۔ یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچے۔ پھر یہ حسد صرف مسلمانوں کی حد تک نہیں ہے۔ صرف اتنی نہیں کہ مسلمانوں میں محدود ہو۔ ترقی یافتہ ملکوں میں بھی جب جماعت کی ترقی ہو گی تو یہاں بھی حسد کی آگ بھڑکے گی۔ چھوٹے چھوٹے تجربے تو ہمیں ہونے شروع ہو گئے۔ مغربی ممالک میں بھی بعض جگہ سے رپورٹس آتی ہیں کہ جب ہم چرچوں میں جا کر فنکشن کرتے ہیں تو شروع میں تو چرچ بڑی خوشی سے ہمیں موقع دیتے ہیں۔ لیکن جب بار بار وہاں جاؤ اور دو تین دفعہ لگاتار جانے کے بعد جب لوگوں کی توجہ اسلام کی طرف پیدا ہوتی دیکھتے ہیں تو مخالفت شروع کر دیتے ہیں اور حسد کی آگ جاگ جاتی ہے۔ اور وہاں پھر اکثر یہ ہوا کہ جماعت کو جگہ دینے سے انکاری ہو گئے۔

........................(باقی آئندہ)

بقیہ: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عشق رسولؐ

...................................از صفحہ نمبر 2

طرف یکساں توجہ ہو، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون شخص ہدایات کا مستحق ہے۔ ہاں اس بات کا خیال رہے کہ اَمَـرَنَا رَسُـولُ الـلّٰـهِ صـلـی الله علیه و سلم اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسُ علیٰ منازِلِهِمْ۔

(الحکم 14 اپریل 1918ء صفحہ 8 کالم 2)

ایسی اور بہت سی مثالیں ہیں کہ آپؓ نے معاملات میں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ اس بارے میں آنحضرتؐ کی کیا تعلیم ہے اور اُس پر عمل کرنے کو یقینی بنایا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و اکرام قائم کرنے میں آپؓ کی ایک بڑی اور سنہری حروف سے لکھی جانے والی خدمت یہ بھی ہے کہ آپؓ نے جلسہ سیرت النبیؐ کا آغاز فرمایا، یہ 1928ء کے سال کی بات ہے۔ گنجائش نہیں کہ اس عظیم خدمت کی تفصیل یہاں بیان کی جائے ورنہ اس وسیع سکیم کے ہر پروگرام سے آپؓ کی محبت اور غیرت رسول ﷺ عیاں ہوتی ہے۔ آپؓ نے فرمایا:

لوگوں کو آپ ﷺ پر حملہ کرنے کی جرأت اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ آپ ﷺ کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں یا اسی لئے کہ وہ سمجھتے ہیں دوسرے لوگ ناواقف ہیں اور اس کا علاج ایک ہی ہے جو یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ کے حالات زندگی اور آپ ﷺ کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے اور کسی کو آپ کے متعلق زبان درازی کرنے کی جرأت نہ رہے......

(تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ 30, 29)

اسی ضمن میں آپؓ نیا آنحضرتؐ کے مقام محمود کی تشریح میں مسلمانوں کو اپنی ذمہ داری سمجھاتے ہوئے فرمایا:

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اس دعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو مقامِ محمود مانگتے ہیں وہ مقام جنت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس دنیا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور ایسے رنگ میں تعلق رکھتا ہے کہ ہمارے اعمال کا بھی اس میں دخل ہے ورنہ اگر دخل نہ ہوتا تو ہمارے دعا مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔ پس یہ جو خطرہ ہے کہ شاید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود نہ مل سکے وہ یہ ہے کہ ایک مقامِ محمود وہ بھی ہے جو امت محمدیہ کے اعمال کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنا ہے اور چونکہ یہ خطرہ اسی کے متعلق ہے کہ شاید ہماری کمزوریوں کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محروم رہ جائیں اس لئے مسلمان اس مقام محمود کے لیے دعا مانگتے ہیں نہ اس کے لئے جو جنت سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ وہ تو آپ ﷺ کو پہلے ہی مل چکا ہے ......ہم مانتے ہیں کہ قیامت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک مقامِ محمود مقرر ہے لیکن اس کے لئے ہماری دعاؤں کی ضرورت نہیں، وہ تو آپ کو مل چکا۔ ہاں جس کے لئے ہم دعا کرتے ہیں وہ ہمارے اعمال کے بدلے میں آپ کو ملنا ہے.....

(خطبات محمود جلد 11 صفحہ 82)

الحمد للہ محبت رسول ﷺ سے لبریز آپ کی اس تحریک کے عظیم الشان نتائج ظاہر ہوئے اور آنحضرتؐ کے نام لیوا ایک دفعہ ایک پلیٹ فارم پر مجتمع ہو گئے اور بڑے پیمانے پر اس تحریک کو سراہا گیا لیکن افسوس کہ غیر مبائعین کو آپؓ کے ہاتھوں ناموس رسالت ﷺ کی یہ خدمت برداشت نہ ہوئی اور اس میں اپنی شرکت کو بلا جواز شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اولوالعزمی اس الٰہی سکیم میں کسی بھی روک سے نہیں رکی، آپؓ نے اعلان فرمایا:

صرف اس بات سے چڑ کر کہ کیوں ہم نے رسول کریمؐ کی عزت کی حفاظت کے لئے اور آپ ﷺ کے خلاف گالیوں کا سد باب کرنے کے لیے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر ایک ہی دن سینکڑوں جلسوں کا انعقاد کیا ہے۔ میں اس جرم کا مجرم بے شک ہوں اور اس جرم کے بدلہ میں ہر ایک سزا خوشی سے برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں۔

(پیغام صلح کا پیغام جنگ، انوار العلوم جلد 10 صفحہ 324)

بحیثیت خلیفۃ المسیح انتہائی مصروفیات کے باوجود آپؓ ان سیرت النبی ﷺ کے جلسوں میں شامل بھی ہوتے یا اُن کے لیے مضامین بھی لکھتے، اسی طرح الفضل وغیرہ اخبارات کے خصوصی نمبروں بابت آنحضرتؐ کے لیے بھی مضامین تحریر فرماتے۔ 18 نومبر 1951ء کو بمقام مسجد مبارک ربوہ میں جلسہ سیرت النبی ﷺ ہوا، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ناسازی طبع کے باوجود جلسہ میں شریک ہوئے اور فرمایا:

......میری یہاں آنے کی غرض حصولِ برکت تھی جو اِس قسم کے جلسوں میں شمولیت کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے......

مَیں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ یہ جلسہ نہایت اہم ہے، یہ جلسہ اُس عظیم الشان انسان کے حالات اور سوانح بیان کرنے کے لئے ہے جو نہ صرف خود ایک عظیم الشان انسان تھا بلکہ اُس نے ہمیں بھی عظیم الشان بنا دیا ہے۔ اِس جلسہ میں چھوٹے بچوں کو گھسیٹ کر لانا چاہیے تاکہ معلوم ہو کہ تمہیں رسول کریمؐ سے والہانہ محبت ہے، محض خیالی محبت نہیں۔

(رسول کریمؐ کا بلند کردار اور اعلیٰ صفات، انوار العلوم جلد 22 صفحہ 407, 391)

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کی اس تحریک کو قریباً نوے سال ہونے کو ہیں لیکن آج بھی یہ تحریک اس طرح جاری ہے اور پوری دنیا میں پھیل چکی ہے۔ دنیا میں بعض عاشقوں نے اپنے محبوبوں کی یاد میں محل، قلعہ یا کسی اور رنگ میں یادگار بنوائی ہیں جو دنیا کو اُن کی محبت کی یاد دلاتی ہیں لیکن ان دنیاوی یادگاروں کی نسبت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے جلسہ سیرت النبیؐ کے منظم طور پر انعقاد کی یادگار کتنی حسین اور منفرد ہے جو رہتی دنیا تک آپؓ کے عشق رسول ﷺ کو خراج تحسین پیش کرتی رہے گی۔

1925ء میں جب نجدیوں اور شریفیوں (عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود اور حسین بن علی شریف آف مکہ) کے درمیان لڑائی ہوئی، اُس میں نجدیوں کی طرف سے مقامات مقدسہ (مسجد نبوی ﷺ، روضہ رسولؐ وغیرہ) کو بہت نقصان پہنچا، اور مسلمانان ہند میں فرقہ بندیوں کی بنیاد پر اس کے حق میں اور اس کے خلاف بحثیں ہونے لگیں یہاں تک کہ نجدیوں کے حامیوں نے مقامات مقدسہ کے نقصان کو بھی جائز سمجھ کر یہ کہنا شروع کیا کہ مقامات مقدسہ (قبر، قبے وغیرہ) کو مسمار کرنا شرک مٹانا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 4 ستمبر 1925ء میں محبت رسول ﷺ کی وجہ سے ان مقامات مقدسہ کو منہدم کرنے کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

اس خطبہ کے ذریعے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم نجدیوں کے اس فعل کو نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور جو لوگ ان کی تائید کر رہے ہیں ان کے سینے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے خالی سمجھتے ہیں۔

ہماری ان باتوں کو دیکھ کر نجدیوں کے حامی کہیں گے یہ بھی شریف علی کے آدمی ہیں لیکن اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر کے متعلق آواز اٹھاتے ہوئے شریف کا آدمی چھوڑ کر شیطان کا آدمی بھی کہہ دیں تو کوئی حرج نہیں ......
بیشک ہم قبوں کی یہ حالت دیکھ کر خاموش رہتے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عزت کی خاطر ہم آواز بلند کرنے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں......

ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں جس سے ہم نجدیوں کے ہاتھ روک سکیں ہاں ہمارے پاس سہام اللیل ہیں۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس اور مسجد نبوی اور دوسرے مقامات کو اس ہتھیار سے بچائیں، ہماری جماعت کے لوگ راتوں کو اٹھیں اور اس بادشاہوں کے بادشاہ کے آگے سر کو خاک پر رکھیں، جو ہر قسم کی طاقتیں رکھتا ہے اور عرض کریں کہ وہ ان مقامات کو اپنے فضل کے ساتھ بچائے۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 252-257)

ایک طرف شرک مٹانے کے بہانے مقامات مقدسہ کو مٹایا جا رہا تھا اور دوسری طرف کئی لوگ مشرکانہ عادات میں مبتلا پڑے ہوئے تھے، کوئی قبروں پر سجدہ ریز ہے، کوئی پیروں سے مانگ رہا ہے اور کئی اپنی مرادیں پوری کرنے کے لیے قبروں پر شمعیں جلا رہا ہے یا پھول اور چادریں چڑھا رہا ہے وغیرہ۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے اس خلاف سنت فعل پر بھی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور اُن کی محبت و عقیدت کے اس کھوکھلے اظہار پر فرماتے ہیں:

......ہمیں تو یہ بھی سن کر تعجب آتا ہے کہ ابنِ سعود کے نمائندے بھی قبروں پر پھول چڑھانے لگ گئے ہیں۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ اگر کوئی پھول چڑھانے کی مستحق قبر تھی تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر تھی، کیا حضرت ابوبکرؓ کو پھول نہ ملے کہ وہ آپ ﷺ کی قبرِ مبارک پر پھول چڑھاتے؟ کیا حضرت عمرؓ کو پھول نہ ملے کہ وہ آپ کے مزار پر پھول چڑھاتے؟ اگر آپ ﷺ کے مزار پر ان بزرگوں نے پھول چڑھائے ہوتے تو ہم اپنے خون سے پھولوں کے پودوں کو سینچتے تا آپ ﷺ کے مزار پر پھول چڑھائیں مگر افسوس زمانے بدل گئے اور ان کی قدریں بدل گئیں لیکن ہم موحّد ہیں، مشرک نہیں ...... دنیا میں جو لوگ اچھے کام کر جاتے ہیں اُن کی قبروں پر جانا اور اُن کے لیے دعائیں کرنا ہی اُن کے لیے پھول ہیں، گلاب کے پھول ان کے کام نہیں آتے عقیدت کے پھول ان کے کام آتے ہیں۔

(خطبات محمود جلد 30 صفحہ 436۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 30 دسمبر 1949ء بمقام ربوہ)

قصہ مختصر کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت میں عشق رسول ﷺ کا عنوان ایک نمایاں رنگ رکھتا ہے اور آپؓ کی محبت آل رسول ﷺ، محبت اصحاب رسول ﷺ اور محبت امت رسول ﷺ اس عشق رسول ﷺ میں نئے رنگ بھرتی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

یاد رہے کہ میں کسی خوبی کا اپنے لئے دعویدار نہیں ہوں، میں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے۔ اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعویٰ ہے نہ مجھے کسی دعویٰ میں خوشی ہے، میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آ جائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔

(الموعود تقریر جلسہ سالانہ قادیان 28 دسمبر 1944ء، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 527)

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے

آصف محمود باسط۔لندن

قسط نمبر 6

ایک اور واقعہ جو ذاتی مشاہدہ اور تجربہ میں آیا پیش کرتا ہوں۔

گزشتہ مضامین میں ذکر آچکا ہے کہ کس طرح حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص ہدایت اور رہنمائی و توجہ سے ایم ٹی اے کے پروگرام راہِ ہدیٰ کے لئے بعض موضوعات پر تحقیق کرنے کا موقع میسر آیا۔ پادری پگٹ، پادری مارٹن کلارک اور کرنل ڈگلس وغیرہ سے متعلق برطانیہ میں مدفون آرکائیوز محض حضور کی دعا اور توجہ سے حاصل ہوئے۔ جب East London مسجد والوں نے یہ پراپیگنڈا شروع کیا کہ یہ لندن میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد تھی تو ایک بار پھر حضور کی اجازت اور رہنمائی سے تمام آرکائیوز کھنگالے گئے اور بہت سے دستاویزی ثبوت میسر آئے جو اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی سے زیادہ تھے کہ مسجد فضل ہی لندن میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد ہے۔(اس پر مضمون ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو چکا ہے اور ان کی ویب سائٹ پر بسہولت تلاش کیا جا سکتا ہے۔ عنوان تھا

London's First Mosque: A study in history and mystery)۔

یہ کام راہِ ہدیٰ پروگرام کے ساتھ وابستہ کوششوں کا حصہ تھے۔

ایک روز اسی طرح کی کسی تحقیق کا معاملہ حضورانور کی خدمت میں پیش کیا تو حضورانور نے دریافت فرمایا یہ سارا مواد کہاں رکھتے ہو؟۔عرض کی گئی کہ بیت الفتوح میں اپنے دفتر ہی میں ایک الماری مخصوص کی ہوئی ہے، اسی میں محفوظ کیا جارہا ہے۔حضور کے چہرہ مبارک پر تسلی نظر آئی۔

ان تحقیقی مساعی میں بہت سی کتب لندن کی یونیورسٹیوں کی لائبریریوں سے حاصل کرنا ہوتیں۔ یہ کتب خانے یونیورسٹی کے طلبا و طالبات کے لئے تو بلامعاوضہ کتب مستعار دیتے ہیں، مگر باہر کے آدمی کے لئے اوسط 200 پاؤنڈ سالانہ ممبرشپ فیس ہوتی ہے۔ مجھے متعدد لائبریریوں اور اداروں کی ممبرشپ حاصل کرنا پڑتی جس کے لئے حضور انور نے ہمیشہ بہت خوشی اور محبت سے اجازت بھی مرحمت فرمائی اور دیگر تمام ذرائع بھی۔ بہت سی کتب خریدنا پڑتیں جو کبھی انٹرنیٹ سے خریدی جاتیں، کبھی کتب کی دکانوں سے۔ یہ سطور لکھتے ہوئے اس وقت بھی میرا دل اپنے آقا کے لئے تشکر کے جذبات سے پُر ہے کہ میرے آقا نے اپنے اس نالائق غلام کی کتب خریدنے کی ہر درخواست منظور فرمائی۔ اکثر تو کتب پر ہونے والے خرچ کے تخمینہ کے ذکر تک بھی پہنچنے نہیں دیا اور اجازت مرحمت فرمادی۔ یہ کتب رکھنے کے لئے بھی کوئی جگہ نہ تھی۔ وہ لوگ جو انگلستان میں رہتے ہیں انہیں تو معلوم ہی ہے مگر وہ جو نہیں رہتے انہیں بتانے کے لئے ضروری ہے کہ یہ ذکر کر دیا جائے کہ یہاں جگہ کی بہت شدید قلّت ہے۔ 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہجرت فرمائی تو اس ہجرتی حالت میں مرکز کا کام یہاں لندن سے شروع ہوگیا۔ کہیں کوئی کمرہ کسی وکالت کا دفتر بن گیا، کہیں کوئی عارضی کیبن نشرواشاعت کا دفتر مقرر ہوا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے بہت کشادگی پیدا کی مگر جماعت مستقل ترقی کی راہ پر گامزن ہو، اس کے لئے جو لباس بھی بناؤ، بہت جلد چھوٹا اور تنگ ہوجاتا ہے۔ سو یہاں جگہ کا تقاضا کرنا ویسا ہی ہے جیسا غالب نے کہا کہ

دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا
یاں شرم آ پڑی ہے کہ تکرار کیا کریں

تو ایک تو یہ شرم تھی جس کے باعث کتب کی اس بڑھتی ہوئی تعداد کو بھی اسی چھوٹے سے کمرہ میں سمونا پڑا جو ہمیں بیت الفتوح میں دیا گیا تھا۔

دوسری بات جو ہمیشہ کسی تقاضا سے مانع رہی، وہ محترم سید طاہر شاہ صاحب (ناظر اشاعت برائے ایم ٹی اے) کے سنائے ہوئے بعض واقعات تھے جن کا تعلق اس دَور سے تھا جب انہیں حضور انور کے خلافت کے منصب پر متمکن ہونے سے قبل حضور کے زیرسایہ کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ ایک مرتبہ وہ جلسہ پر آئے ہوئے تھے تو انہوں نے بتایا کہ میں اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو ہمیشہ یہ بتاتا ہوں کہ بے جا تقاضا کبھی نہیں کرنا کیونکہ میں نے جس آدمی سے کام سیکھا ہے وہ کبھی تقاضا نہیں کرتا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت مرزا منصور احمد صاحب (ناظر اعلیٰ) نے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) کو ایک اہم کام سپرد کر کے لاہور بھیجا۔ اس کام کے لئے حضرت مرزا منصور احمد صاحب نے انہیں دفتر کی کار دے کر روانہ فرمایا۔ جب لاہور پہنچ کر کام ہوگیا اور حضور انور اور سید طاہر شاہ صاحب نے واپسی کا قصد کیا تو ڈرائیور نے بتایا کہ اسے تو لاہور میں اَور بھی کام کرنے کو کہا گیا ہے اور فی الحال واپس نہیں جا رہا۔ محترم شاہ صاحب نے بتایا کہ انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو کہا بھی کہ ربوہ فون کر کے کار منگوا لیں، مگر انہوں نے ایسا تقاضا کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ دونوں نے وہاں سے سیدھا ریلوے سٹیشن کا رخ کیا اور ریل گاڑی پر سفر کر کے واپس روانہ ہوئے۔ چونکہ آخری لمحات میں گاڑی پر سوار ہوئے تھے، کوئی سیٹ بھی نہ تھی، بیشتر سفر ریل گاڑی کے پائیدان پر کیا گیا۔

محترم شاہ صاحب نے ایسے ہی اور بھی واقعات سنائے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ بے جا مطالبے کرنا حضور کو پسند نہیں۔ تو یہ سب مستحضر رہتا اور کبھی خیال نہ آتا کہ جگہ کا مطالبہ کیا جائے۔ کبھی لگتا کہ جائز ضرورت ہے، مگر پھر خیال آتا کہ ضرورت جائز سہی، جگہ آئے گی کہاں سے، لہٰذا یہ مطالبہ کرنا نہایت نامناسب لگے گا۔

پس ان کتب کے لئے اپنے چھوٹے سے کمرہ میں دیواروں پر بہت اوپر سے لے کر نیچے تک شیلف لگوائے اور ان پر کتب کو رکھنا شروع کر دیا۔ ایک روز حضورانور نے کتب کے ذکر پر فرمایا کہ اس لائبریری کا نام ’راہِ ہدیٰ لائبریری‘ رکھ لو۔ عرض کی گئی کہ حضور ایک مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ آنے جانے والے لوگ کتابوں کو عاریۃً لے جانے کا کہتے ہیں اور پھر کبھی واپس کرتے ہیں، کبھی نہ انہیں یاد رہتا ہے نہ مجھے۔ اس پر فرمایا کہ اس کا حل تو بڑا آسان ہے۔ لائبریری کا نام ’راہِ ہدیٰ ریفرنس لائبریری‘ رکھ لو۔ یوں لوگوں کو خود معلوم ہو جائے گا کہ کتاب باہر نہیں لے جانی۔ زیادہ اصرار کریں تو بتا بھی دینا۔ حضور کے اس ارشاد کی برکت سے اوّل تو ایسے تقاضا کا سامنا بہت ہی کم کرنا پڑا۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے کتاب لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو انہیں بتا دیا کہ بھئی کتاب دفتر سے باہر نہیں جاسکتی، کیونکہ حضور کا ارشاد ہے کہ کتاب مستعار نہ دی جائے۔ انہوں نے حضور کے ارشاد کا سن کر بظاہر برا تو نہیں منایا مگر ظاہر ہے کہ انہیں ضرورت تھی۔ مجھے احساس ہؤا کہ میں حضور کے ارشاد کی آڑ لے کر ان کی ضرورت (جو کہ جماعتی نوعیت ہی کی تھی) کی راہ میں روک بن رہا ہوں۔ پھر خیال آیا کہ حضور شاید یہ کبھی بھی پسند نہ فرمائیں کہ ان کتب سے استفادہ کرنے سے کسی کو روک دیا گیا۔ پس ان سے پوچھ کر کہ انہیں کون سے حصہ کی ضرورت ہے، خاکسار نے انہیں وہ تمام حصہ فوٹو کاپی کر کے مہیا کر دیا۔ یوں یہ لائبریری حضور کی توجہ کے طفیل بڑی حفاظت سے پھلتی پھولتی رہی۔ شیلف اتنے زیادہ بن گئے کہ وہ کتب جو بہت زیادہ لگتی تھیں کم لگنے لگیں اور یوں اور کتب کی گنجائش نکلتی چلی گئی۔ ایک روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ طاہر ہال میں جلسہ بنگلہ دیش 2010ء سے لائیو خطاب فرما کر ایم ٹی اے میں تشریف لائے۔ ہمارے کمرہ کی قسمت بھی جاگی اور حضورانور نے ہمارے دفتر میں بھی قدم رنجاں فرمایا۔ حضور نے دفتر میں آکر سب سے پہلے کتابوں کے شیلف کی طرف دیکھا اور کافی دیر تک نظرِ مبارک کتب پر ہی رہی۔ ساتھ کھڑے ہمارے ایم ٹی اے کے ایک عہدیدار نے عرض کی کہ انہوں نے اپنی لائبریری بہت اچھی بنا لی ہے۔ حضورانور نے فورًا فرمایا: مَیں نے بنوائی ہے تو بنا لی ہے، آپ لوگوں پر چھوڑا جاتا تو کبھی نہ بنتی۔ ساتھ ہی فرمایا کہ لائبریریاں تو بہت ہونی چاہئیں۔ آپ بھی بنائیں۔

ہم لوگ مغربی اداروں کی طرف رشک سے دیکھتے رہتے ہیں کہ ہر ادارہ کی اپنی لائبریری ہے۔ کثرت سے کتب خانے موجود ہیں۔ مگر ہمارا دھیان ادھر کیوں نہیں جاتا کہ ہمارے امام کا منشاء تو اس سے بھی بڑھ کر ہے، یعنی یہ کہ ادارہ جات کے اندر بھی لائبریریاں ایک سے زیادہ ہوں۔ علم کی دولت عام ہو، خواہ شعبہ کوئی بھی ہو۔ ہر شعبہ میں علمی ترقی کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ حضورانور کے وِژن کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ مذہب علم کی راہ میں روک ہے۔ حضور تو خود علم کا سمندر ہیں اور اس سمندر سے ہم جیسی بنجر زمینوں کو سیراب فرمانے کی فکر میں رہتے ہیں۔

ذکر چل رہا تھا کہ تاریخی دستاویزات اور کتب جمع ہوتی چلی جارہی تھیں۔ ابھی تک یہ سب کسی نہ کسی طرح ایم ٹی اے کے پروگراموں سے متعلق تھا۔ مگر پھر حضورانور کی طرف سے تحقیق سے متعلق ایسے ارشادات موصول ہونے شروع ہوئے جو براہِ راست ایم ٹی اے سے متعلق نہ تھے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مکتوب بنام حضرت خلیفۃ المسیح الاول تحریر فرمایا کہ ایک انگریز دوست ایمان لائے ہیں۔ مدراس پریذیڈنسی میں منصفی کے عہدہ پر فائز ہیں۔ اپنا نام جان ویٹ بتاتے ہیں۔ آپ کے پاس کشمیر بھی حاضر ہوں گے۔

حضورانور نے ارشاد فرمایا کہ ان کو تلاش کیا جائے کہ یہ کون تھے۔ ارشاد موصول ہوتے ساتھ ان کی تلاش شروع کر دی گئی۔ مکتوبِ مبارک میں ان کے شعبہ منصفی سے متعلق ہونے کا اشارہ تھا۔ سو اس قدر معلوم تھا کہ برطانوی ہندوستان کی جوڈیشل سروس میں تھے۔ بالکل خالی الذہن حالت میں اپنے امام کے ارشاد کو سر آنکھوں پر رکھے انڈیا آفس ریکارڈز کے سیکشن واقع برٹش لائبریری پہنچا۔ یہاں ایک مشکل اور اس کے حل ہونے کا ذکر ضروری ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں جو بھی نکلے، اللہ اس کی خاص مدد فرماتا ہے۔ ہم اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں۔ لیکن حضور انور کے ارشاد کی تعمیل کی نیت لے کر نکلیں تو اللہ تعالیٰ راستے کھولتا چلا جاتا ہے۔ مشکل یہ تھی کہ جان سے تو اندازہ ہو رہا تھا کہ انگریزی نام John اسی طرح لکھا جاتا ہے۔ مگر ویٹ جیسا نام تلاش کرنا مشکل بن گیا۔ اس تلفظ کے ساتھ انگریزی ناموں کی فہرستوں کو کھنگالا گیا تو کئی طرح کے نام سامنے آئے۔ کچھ سمجھ نہیں آیا اور یہ تلاش بے سود نظر آئی۔ مگر ساتھ ہی ذہن میں آیا کہ انڈیا آفس کے اس زمانہ کے، اس علاقہ میں تعینات جوڈیشل سٹاف کی فہرستوں کو دیکھا جائے تو اس نام سے ملتا جلتا نام کوئی تو ہوگا۔ اس سے ضرور اشارہ ملے گا۔ ان ریکارڈز میں ان سالوں میں اس سے ملتا جلتا نام تلاش کیا گیا تو ایک صاحب Ernest John Somber White نامی ملے جو منصفی کے عہدہ پر فائز تھے۔ ان کا نام متواتر کئی سال تک آتا رہا۔ پھر جو سال ان کے قادیان جانے کا تھا، وہاں وہ چھٹی پر تھے۔ پھر مسیح پاک علیہ السلام کے مکتوب کے مطابق ان کا تبادلہ جہاں ہونے والا تھا، ان کا نام اس مقام کی فہرستوں میں نظر آنے لگا۔ یوں یہ امر طے ہوگیا کہ یہ وہی صاحب تھے جن کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مکتوبِ گرامی میں تحریر فرمایا تھا۔ یہ اور ایسے تمام معاملات تصدیق کی منزل تک اس وقت تک نہیں پہنچتے جب تک کہ خلیفۂ وقت ان پر مہرِ تصدیق ثبت نہ فرمادے۔ لہٰذا ایسے تمام معاملات حضور کی خدمت میں پیش کئے جاتے اور حضور بڑی تفصیل سے حاصل شدہ معلومات کا تجزیہ فرماتے اور پھر فیصلہ صادر فرماتے۔

اس کے بعد برطانوی ہندوستان کے کسی پادری، کسی اعلیٰ اہلکار کو تلاش کرنے کے ارشادات موصول ہوتے گئے۔ تلاش کر کے تفصیل حضورانور کی خدمت میں پیش کی جاتی، اور حضور سن کر اسے محفوظ کر لینے کا ارشاد فرماتے۔ پھر یہ ہؤا کہ دنیا بھر سے کسی نے کوئی تاریخی دستاویز حضورانور کی خدمت میں ارسال کی تو اس ارشاد کے ساتھ خاکسار کو بھجوادی جاتی کہ سنبھال کر رکھ لیں یا یہ کہ محفوظ کرلیں۔ اب اس کام کے لئے ایک مضبوط الماری اسی کمرہ میں گنجائش نکال کر رکھ لی گئی اور اس میں ان چیزوں کو محفوظ کر کے رکھ لیا جاتا۔

....

اوپر ذکر گزرا ہے کہ ایسٹ لندن مسجد والوں نے یہ پراپیگنڈا شروع کر دیا کہ ان کی مسجد لندن کی پہلی مسجد ہے۔ اس کے جواب میں ایک مفصّل تحقیقی مضمون لکھا گیا جس میں ثابت کیا گیا کہ مسجد فضل لندن ہی لندن کی پہلی مسجد ہے۔ اس دوران ایک پروفیسر صاحب سے ملنے کی ضرورت پیش آئی جو برطانیہ میں اسلام کی تاریخ پر سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کا نام پروفیسر Ronald Geaves ہے۔ وہ ان دنوں لِورپول میں مقیم تھے۔ ان سے ملنے گیا تو انہوں نے اس بحث سے مطلق لاعلمی کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ جماعت احمدیہ بہت دیر سے برطانیہ میں ہے مگر پہلی مسجد کی اس بحث سے کوئی واقفیت نہیں۔

حضورانور کی اجازت سے موصوف کو لندن آنے کی دعوت دی گئی۔ انہیں مخزنِ تصاویر کی نمائش دکھائی گئی اور انہیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ جماعت احمدیہ کی مساجد دنیا بھر کے کناروں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اسی شام ان کی ملاقات حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ہوئی۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے جماعت احمدیہ کے ابتدائی حالات کا کچھ علم تو تھا مگر یہ ہرگز معلوم نہ تھا کہ جماعت

احمدیہ کس قدر پھیل چکی ہے۔ نیز یہ کہ اب تک کا کُل علم زیادہ تر لاہوری احمدیوں اور ووکنگ مسجد کے حوالہ سے تھا۔ مگر آج میں نے یہ مسجد دیکھی ہے، اس کے بارہ میں جو تحقیقی مواد جمع کیا گیا وہ بھی دیکھا ہے، اور مجھے شدت سے احساس ہو رہا ہے کہ برطانیہ میں اسلام کی کہانی کا ایک بہت اہم حصہ میری نظر سے پوشیدہ رہا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

Does that mean a new chapter in one of your books?

کہنے لگے:

No Your Holiness, that means a whole new book

اس کے ساتھ ہی انہوں نے برطانیہ میں اسلام کی تاریخ میں جماعت احمدیہ کے عظیم الشان کردار پر تحقیق شروع کردی۔ اس تحقیق کے دوران انہوں نے ربوہ اور قادیان جا کر جماعتی آرکائیوز کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اور اس خواہش کی تکمیل بہت جلد ہوگئی۔ حضور انور کے ارشاد پر محترم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ نے ایک کمیٹی بنائی جو ربوہ میں انہیں ضروری مواد مہیا کرنے کی ذمہ دار تھی۔ وہاں وہ صبح سے شام تک مواد دیکھتے اور چونکہ بیشتر مواد انگریزی میں تھا، محترم مرزا عثمان احمد صاحب اور محترم اسفندیار منیب صاحب انہیں مواد تلاش کر کے دیتے رہے اور وہ مطلوبہ مواد جمع کر کے ساتھ لے آئے۔ قادیان میں بھی محترم محمد حمید کوثر صاحب نے اس سلسلہ میں ان کے ساتھ بہت تعاون کیا۔

واپس آکر انہوں نے حضور انور سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو وہ حضور کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئے۔ خاکسار پچھلی کرسیوں پر بیٹھ گیا۔ انہوں نے اپنے سفر اور تحقیق کا احوال بیان کیا اور بعض امور میں حضور انور سے رہنمائی کی درخواست کی۔ مثلاً 1914ء میں لاہوری جماعت کے الگ ہو جانے کے پس منظر وغیرہ پر حضور سے معلومات حاصل کیں۔ آخر پر کہنے لگے کہ مَیں اپنی ایک پریشانی کا اظہار حضور کے سامنے براہ راست کرنا چاہتا تھا، اور وہ یہ کہ ربوہ میں آپ کے آرکائیوز کے انبار لگے ہیں۔ مگر پاکستان کے حالات میں وہ غیر محفوظ ہیں۔ انہیں محفوظ کرنے کے لئے کچھ کیا جانا چاہئے، اور یہ صرف آپ ہی کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے ان کی بات کو سنا اور خاکسار کو فرمایا یہ نوٹ کرلو۔ خاکسار اگلی ملاقات میں حاضر ہوا تو حضور انور نے فرمایا کہ وہ جو آرکائیوز والی بات کر رہے تھے، اس کا پورا پلان بنا کر لاؤ۔ خاکسار نے ایک پلان تیار کیا اور اگلی ملاقات میں حضور انور کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ سارا پلان اس وقت کی صورتحال کے مطابق ہی تھا، یعنی جس طرح کام چل رہا تھا اسی طرز میں ان امور کا اضافہ کردیا گیا کہ یہ مواد ربوہ اور قادیان سے کس طرح حاصل کیا جائے اور کس طرح اسے یہاں محفوظ کیا جائے۔ تب تک ایسے تمام کاموں کے لئے یا تو ایم ٹی اے کا بجٹ کافی ہوتا یا پھر اخراجات کے لئے رقوم ایڈیشنل وکالتِ مال لندن سے حاصل کی جاتیں۔ مگر جو پلان حضور انور کی خدمت میں پیش کیا گیا، اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اس میں بجٹ بھی شامل کیا جائے۔ بجٹ تیار کر کے حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ سب رکھو گے کہاں پر؟ پرنٹر کی ضرورت ہے، الماریوں کی ضرورت ہے اور دوسرا سامان ضروری ہے تو اس سب کے لئے تو تمہارا چھوٹا سا دفتر کافی نہیں ہوگا۔ ساتھ ہی حضور نے اس خط پر تحریر فرمایا: 'الگ شعبہ۔ الگ دفتر' اور خط الشرکۃ الاسلامیہ کے چیئر مین عبدالباقی ارشد صاحب کو مارک فرما دیا جن کے سپرد طاہر ہاؤس، ڈیئر پارک روڈ کی بلڈنگ کا انتظام و انصرام ہے۔

پس یوں حضور انور کے ارشاد کے مطابق یہ شعبہ قائم ہوا جس کا نام 'احمدیہ آرکائیو اینڈ ریسرچ سنٹر' رکھا گیا اور اس کا دفتر حضور کی خاص شفقت سے طاہر ہاؤس لندن کے ایک نئے بلاک میں بنایا گیا اور اللہ کے فضل سے اکتوبر 2014ء سے یہ شعبہ حضور انور کی نگرانی میں کام کرنے کی توفیق پا رہا ہے۔

یہ واقعات بتاتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کی نظر جماعت کے تمام امور پر ہوتی ہے۔ خلیفۂ وقت سے زیادہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مجھے کسی بات کی زیادہ فکر یا کسی ضرورت کی زیادہ تفہیم حاصل ہوگئی ہے۔ بعض اوقات لوگ حضور انور کی خدمت میں تجویز پیش کر دیتے ہیں اور پھر اس بات پر پریشان نظر آتے ہیں کہ عرض تو کردی تھی، معلوم نہیں حضور کو ملی بھی ہے یا نہیں۔ بعض لوگوں کو یہ کہتے بھی سنا گیا کہ شاید حضور بھول گئے ہوں۔ اوپر تو صرف دو واقعات بیان ہوئے۔ مگر بے شمار واقعات سے میرا مشاہدہ اور تجربہ یہ ہے کہ حضور کبھی کوئی بھی بات نہیں بھولتے۔ ہر بات یاد ہوتی ہے، مگر اس کو عملی جامہ پہنانے یا نہ پہنانے کا فیصلہ حضور اس وقت کرتے ہیں جب اس کے لئے سب سے مناسب وقت ہوتا ہے۔ اکثر معاملات میں دیکھا ہے کہ حضور عجلت سے کام لینا پسند نہیں فرماتے۔ قانون قدرت ہی کی طرح حضور بھی پسند فرماتے ہیں کہ خیالات، تدابیر، فیصلے سب ارتقاء سے گزریں اور پھر کوئی حتمی شکل اختیار کریں۔ پھر اس حتمیت پر پہنچ کر حضور فرمانِ الٰہی کے مطابق عزم فرماتے اور توکل علی اللہ پر بنیاد رکھ کر فیصلہ فرماتے ہیں۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پہلے فورم منعقدہ بہار 2011ء میں کارکنان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ایم ٹی اے کے انتظامی ڈھانچہ میں کچھ تبدیلی کرنا چاہتا ہوں تاکہ کام زیادہ فعال اور منظّم طور پر ہو سکے۔ ہم سب کارکنان اس تبدیلی کا انتظار کرنے لگے۔ حضور کے اس ارشاد میں جو وثوق تھا وہ عام آدمی کو حاصل ہوجاتا تو شاید تبدیلی چند روز میں ہو جاتی۔ ہم کارکنان جو عام لوگ ہی تھے، چند روز میں اس تبدیلی کو دیکھنے کے منتظر تھے۔ مگر دن گزر گئے۔ ہفتے گزر گئے کئی ماہ گزرے اور پھر دو سال کا عرصہ بیت گیا۔ یہ تبدیلی کہیں بہار 2013ء میں جا کر ہوئی جس میں حضور انور نے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے انتظامی ڈھانچہ میں تبدیلیاں فرمائیں۔ پھر ہم کیسے یہ نہ مان لیں کہ ہماری سوچ کی لہریں اور خلیفۂ وقت کی سوچ اور شعور کی لہریں الگ دنیاؤں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ہم عجلت کا شکار لوگ ہیں، اور حضور اس خدا کے مقرب ترین آدمی ہیں جو تعجیل سے کام نہیں لیتا۔ جس نے انسان کو ارتقا سے گزارا۔ انسانی ذہن اور شعور کے ارتقاء کی اس منزل کا انتظار کیا جہاں وہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کرنے کے لائق ہو سکے۔ اس عظیم الشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت بگڑی تو 14 صدیوں تک خدا نے انتظار کیا کہ اس موعود مسیح کو بھیجا جائے جس سے اُمّت کی اصلاح مقدر ہے۔ پس ہم اپنی دنیا میں اس دنیا کا اِدراک کیسے حاصل کر سکتے ہیں جہاں فیصلے عالَمِ روحانی میں اس خدا کے اِذن سے ہوتے ہیں جس کے بارہ میں مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ

'وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے'

................(باقی آئندہ)

جمیل الرحمٰن کی غزلوں کی کتاب
"کوئے بازگشت" سے چند منتخب اشعار

خبر مجھے بھی ہے کیوں آندھیوں کی زَد میں ہوں
دبا ہوا ہے مری خاک میں خزانہ عجب

....

جمیلؔ اس کی نظر ہے مآلِ گریہ پر
سخن میں جس کے ہے رنگ پیمبرانہ عجب

....

نیلا پڑا ہے آج بھی اس کا بدن جمیلؔ
چوما تھا کن لبوں نے مرے آسمان کو

....

اسے بھی خوں رلائے گی یہ کسبِ خیر کی خواہش
بھلے لوگوں کے سارے خواب چشمِ تر میں رہتے ہیں

....

جسے بھی دیکھتے ہیں اِک نظر ہی دیکھتے ہیں
کہ اہلِ دل کی بصیرت کچھ اَور ہوتی ہے

....

وہ جس پہ نقش ہے اک نام اُس شجر کے سوا
کسی درخت پر اتنے ثمر نہیں آتے

....

اگر عجیب ہے دنیا عجیب تر ہے یہ غم
زمیں کو صید ستاروں کو جال کس نے کیا

....

لفظ دوڑے نہ اگر بن کے لہو اس میں جمیلؔ
دیر لگتی ہی نہیں شعر کو مر جانے میں

....

ہوتے نہ مِہر و مَہ میں اگر فاصلے جمیلؔ
کیا رقص روشنی یونہی کرتی جہان میں

....

نکل جاتا ہے وہ لہروں میں چھُپ کر
جسے کیا گفتگو آبِ رواں سے

....

اُٹھ تو جاؤں مَیں گلی سے تیری
یہ بتا پھر مجھے کرنا کیا ہے

....

اس بار عجب زخم دیا دل کو کسی نے
تڑپے تو بہت آنکھوں میں آنسو نہیں آئے

....

نجانے کس گلی سے ہو کے آیا
بہت سرشار ہے جھونکا ہوا کا

....

مَیں کیا کروں کہ مَیں جس رہ گذر میں بھی اتروں
وہ رہ گذر ترے کوچے میں جا نکلتی ہے

....

اک ستارے سے دوستی ہے مری
صبح تک مجھ کو جاگنا ہوگا

....

جب لہو کے چراغ جلتے ہیں
تیرگی میں بھی لوگ چلتے ہیں

....

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ

......ازصفحہ نمبر 18

انہوں نے کہا کہ "مَیں اختلافات رکھنے میں یقین نہیں رکھتا۔ میرا مذہب انسانیت ہے۔ جو لوگ تکلیف میں میرے پاس آتے ہیں مَیں نے ان سے کبھی نہیں پوچھا کہ ان کا مذہب کیا ہے؟ مَیں صرف یہ جانتا ہوں کہ وہ انسان ہیں اور انہیں میری مدد درکار ہے"۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے فلاحی کردار کی تعریف کی اور کہا کہ وہ اس انعام کے ملنے پر خوش ہیں اور اس کے ساتھ جو رقم ہے اسے فلاحی کاموں پر خرچ کریں گے۔ قیام امن کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ انسانیت کے ناطے ہی دنیا میں امن کا قیام ممکن ہوسکتا ہے۔ اور ہمیں تمام انسانوں سے محبت کو یکساں طور پر اپنے دلوں میں جگہ دینی چاہئے۔

2000ء میں گینز بک آف ریکارڈز نے ایدھی صاحب کا نام اپنے صفحات کی زینت بنایا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ دنیا میں سب سے بڑی رضاکارانہ ایمبولینس سروس کے مالک ہیں۔ انہوں نے اپنی اس ایمبولینس سروس کا آغاز 1948ء میں کیا تھا۔ آج اُن کی وائرلیس کے نام سے مربوط 500 ایمبولینسز کا نیٹ ورک پاکستان بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ انہوں نے 300 سے زائد ریلیف سنٹر بھی قائم کئے۔ ان کی خدمت کے دائرے میں تین فضائی ایمبولینسز، 24 ہسپتال، ادویات کے تین ری ہیبلیٹیشن سنٹرز، خواتین کے مراکز، مفت ڈسپنسریاں، لاوارث بچوں کی قبولیت اور پرورش کے پروگرام، ماہانہ ایک لاکھ افراد کو غذا فراہم کرنے کے لئے کچنز کا قیام، 17 ہزار سے زائد نرسوں کی تربیت، میتوں کو لانے لے جانے اور ان کی تجہیز و تدفین کا انتظام بھی شامل ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مجلس انصاراللہ کے تحت خدماتِ خلق

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے ’’خدمت خلق‘‘ کے حوالہ سے شائع ہونے والے سالانہ نمبر 2011ء میں مکرم محمد رئیس طاہر صاحب کے قلم سے مجلس انصاراللہ کے تحت سرانجام دیئے جانے والے خدمت خلق کے چند شاندار کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس مضمون میں اعداد وشمار کے حوالہ سے مختلف طبّی خدمات کے ضمن میں ہومیو ڈسپنسری و میڈیسن بینک کے قیام، میڈیکل کیمپس لگانے اور عطیہ خون پیش کرنے کا ذکر ہے۔ نیز المہدی ہسپتال مٹھی (سندھ) کا تعارف پیش کیا گیا ہے جسے مجلس انصاراللہ نے صدسالہ جوبلی جشن تشکر کی مناسبت سے 21/ایکڑ اراضی خرید کر تعمیر کیا۔ اس کی عمارت ایمرجنسی روم، ایکسرے روم، ٹیکنیشن روم، ڈارک روم، لیبارٹری روم، ایڈمن روم، ڈسپنسری روم، ڈاکٹر روم، لیڈی ڈاکٹر روم، سرجن روم، آپریشن تھیٹر، Patient روم، Sterile روم، I.T.G. روم، Hanging روم، Watching روم کے علاوہ بارہ بستروں پر مشتمل وارڈ، ایک کشادہ پورچ، دوسٹاف کوارٹرز، ایک ڈاکٹر کا بنگلہ، یعنی کل مسقّف حصہ 5 ہزار 953 مربع فٹ پر مشتمل ہے۔ 1995ء میں عمارت کی تکمیل پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر یہ ہسپتال وقف جدید کے سپرد کردیا گیا۔

قدرتی آفات کے مواقع پر گرانقدر خدمات کے علاوہ وقارعمل کے ذریعہ سرانجام دیئے جانے والے چند بڑے منصوبے بھی اس مضمون میں بیان کئے گئے ہیں۔ نیز جماعت کے مرکزی نظام کے تحت بیوت الحمد سکیم، اسیران راہ مولیٰ کے لئے جیلوں میں خدمات، مساجد کی تعمیر اور دیگر امور میں انصار کے گرانقدر عطایا پیش کرنے کا ذکر ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں سے تعلق رکھنے والے انصار کی بعض قربانیوں کا بھی اس مضمون میں بیان ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک بار فرمایا تھا: ’’حقیقت یہ ہے کہ نہ عبادت کے مذہب کا کوئی نام ہے نہ غریب کی ہمدردی کے مذہب کا کوئی نام ہے۔ یہ وہ دوقدر مشترک ہیں جو تمام مذاہب کے درمیان موجود ہیں۔...... خدمت خلق کا بھی کوئی نام نہیں سوائے خدمت خلق کے اور یہی وہ دین قیّمہ ہے جس کا قرآن میں ذکر ملتا ہے۔‘‘

خدام الاحمدیہ اور خدمت خلق

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے ’’خدمت خلق‘‘ کے حوالہ سے شائع ہونے والے سالانہ نمبر 2011ء میں مکرم افتخار احمد انور صاحب کے قلم سے مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت سرانجام دیئے جانے والے خدمت خلق کے چند شاندار کارناموں کا مختصر ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 1938ء میں خدام الاحمدیہ کا اجراء فرمایا۔ اس تنظیم میں متعدد شعبوں میں ایک شعبہ خدمت خلق بھی ہے جس کا مقصد خدام کو بلاامتیاز مذہب و ملّت بنی نوع انسان کی بےلوث خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رکھنا ہے۔

اس مضمون میں سیلاب اور زلزلے جیسی قدرتی آفات اور تباہ کاریوں سے لے کر غریبوں، ضرورتمندوں، ناداروں، یتیموں حتیٰ کہ جیلوں میں قید بعض مجبور، بےکس اور لاچار قیدیوں کی دادرسی اور ان کے قانونی، مالی اور چھوٹے موٹے دیگر مسائل حل کرنے جیسے کاموں کا اجمالی تذکرہ ہے۔ فری میڈیکل کیمپس اور سانحہ لاہور 2010ء کے بعد کی جانے والی خدمات کا ذکر ہے نیز بعض اہم منصوبوں کا تعارف بھی کروایا گیا ہے جن میں ادارہ نورالعین دائرۃ الخدمۃ الانسانیۃ کے تحت بلڈ بنک، تھیلسیمیا و ہیموفیلیا یونٹ، ڈینٹل سیکشن، ویکسینیشن سنٹر، فزیوتھراپی کلینک اور نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن و آئی بینک شامل ہیں۔ اسی طرح طاہر ہومیوپیتھک ہاسپٹل اینڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے کوائف بھی شامل اشاعت ہیں۔ 2000ء میں ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس کا قیام بھی خدمت خلق کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ ادارہ آتشزدگی کے سالانہ اوسطاً پندرہ واقعات میں فائر فائٹنگ اور ریسکیو کی خدمات مہیا کرتا رہا ہے۔ جبکہ سیلاب اور دیگر آفات میں بھی قابل قدر خدمت بجالانے کی توفیق پائی ہے۔ اس ادارہ میں کارکنان کی تعداد 112 ہے جبکہ 563 کی تعداد میں خدام اور اطفال رضاکارانہ خدمت کے لئے رجسٹرڈ ہیں جن کی تربیت کے لئے باقاعدگی سے ریفریشر کورسز منعقد کئے جاتے ہیں۔

فلاحی تنظیم ہیومینٹی فرسٹ

1992ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ کو ایک عالمگیر رفاہی تنظیم قائم کرنے کا ارشاد فرمایا اور اس کا نام ہیومینٹی فرسٹ (Humanity First) منظور فرمایا۔ روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے ’’خدمت خلق‘‘ کے حوالہ سے شائع ہونے والے سالانہ نمبر 2011ء میں مکرم احمد مستنصر قمر صاحب کے قلم سے اس عالمی رفاہی تنظیم کے تحت سرانجام دیئے جانے والے چند شاندار کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس تنظیم کا پہلا اہم اور بڑا کام 1993ء میں سابق یوگوسلاویہ (بوسنیا، سربیا، کوسووو وغیرہ) کی جنگ کے دوران متأثرین کے لئے امدادی اشیاء کے قافلے بھجوانا تھا۔ اوّلاً کروشیا، بوسنیا، ہنگری اور سلووینیا کے مہاجرین کو امدادی اشیاء روانہ کی گئیں۔ 1994ء میں ہیومینٹی فرسٹ کو ایک بین الاقوامی رفاہی تنظیم کے طور پر برطانیہ میں رجسٹرڈ کروالیا گیا۔ اس وقت (2011ء) تک ہیومینٹی فرسٹ دنیا کے 33 ممالک میں رجسٹرڈ ہوچکی ہے۔ اور 46 ملکوں میں انسانی بہبود کے مختلف منصوبوں پر کام جاری ہے جن میں صاف پانی کی فراہمی بھی شامل ہے۔ چنانچہ افریقہ کے انتہائی غریب ممالک میں واٹر پمپس کی تنصیب کا کام بعض دیگر بین الاقوامی اداروں مثلاً Oxfam, Water Aid, Aquabox, World Water Work, نیز IAAAE (انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز) کے تعاون سے جاری ہے۔ اب تک 12 ملکوں میں 430 خصوصی طور پر لگائے گئے ہینڈ پمپس سے تقریباً چار لاکھ افراد استفادہ کررہے ہیں۔ اس کے علاوہ IAAAE کے تعاون سے شمسی توانائی کی مدد سے چلنے والے ہینڈ پمپس پر تحقیق جاری ہے۔ اسی طرح کئی ملکوں میں فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے ہیں جن میں برازیل، ہیٹی اور پاکستان بھی شامل ہیں جہاں تقریباً دس لاکھ افراد اس سہولت سے فائدہ حاصل کررہے ہیں۔

ہیومینٹی فرسٹ کے منصوبہ ’’اطعام المساکین‘‘ کے تحت کسی بھی بڑی آفت کی صورت میں مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ضرورتمند افراد کو کچھ عرصہ کے لئے بلامعاوضہ خوراک مہیا کی جاتی ہے۔ اس پروگرام کے تحت زیادہ تر کام دنیا کے غریب اور پسماندہ ممالک جیسے گیمبیا، سیرالیون، مالی، برکینا فاسو، لائبیریا، آئیوری کوسٹ، ساؤتومے، ٹوگو اور بینن میں ہورہا ہے۔ بعض جگہوں پر ایک قطعہ زمین میں کوئی فصل بوکر اس کا کچھ حصہ فصل پر کام کرنے والے غریب ہاریوں اور دیگر ضرورتمندوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔ اسی طرح امریکہ میں بھی ایک پروگرام Organic Farm کے نام سے جاری ہے جس میں غریب اور بیروزگار افراد خود کھیت میں فصل کا بیج بوتے اور کاشت کرتے ہیں اور حاصل ہونے والی فصل کا ایک بڑا حصہ انہی افراد میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔

کینیڈا اور انگلستان میں بھی بیروزگار اور مستحق افراد کو کھانے کے پیکٹس بناکر ہیومینٹی فرسٹ کے پروگرام Food Bank کے ذریعے تقسیم کئے جاتے ہیں۔

افریقہ کے شدید گرم ممالک میں زرعی اجناس کے ضائع ہونے کے خطرہ کے پیش نظر لوگ اپنی اجناس سستے داموں بیچنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ نے وہاں صحرائی ریفریجریٹر کی تکنیک متعارف کرائی ہے جس میں کسانوں کی زرعی اجناس زیادہ دیر تک تروتازہ رہتی ہیں۔

قدرتی آفات کے نتیجے میں یتیم ہونے والے بچوں کی دیکھ بھال کرنا بھی اس تنظیم کے مقاصد میں سے ایک ہے۔ چنانچہ برکینا فاسو، بینن، گیمبیا، سیرالیون، پاکستان اور انڈونیشیا میں اس پر کام جاری ہے۔ بینن میں 50 یتامیٰ کی پرورش کے لئے ایک عمارت کی تعمیر جاری ہے۔ بعض ممالک میں 5 یا 6 یتامیٰ کو خبرگیری کے لئے کسی سمجھدار خاتون کے سپرد کردیا جاتا ہے۔

’’تعلیمی خدمت‘‘ کے منصوبہ کے تحت افریقہ اور جنوبی امریکہ کے پسماندہ علاقوں کے غریب طلباء کو سکول کی فیس، کتب، یونیفارم اور دیگر اخراجات مہیا کئے جاتے ہیں۔ کئی مقامات پر فنی تعلیم کی سہولت مہیا کی جارہی ہے۔ پسماندہ ملکوں میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے بھی ہیومینٹی فرسٹ کردار ادا کررہی ہے اور اس وقت تنظیم کے زیر انتظام 17 آئی ٹی انسٹیٹیوٹ مختلف ممالک میں جاری ہیں۔ بعض افریقی ممالک میں MCSE تک تعلیم مہیا کی جارہی ہے جبکہ نائیجر، یوگنڈا، نائیجیریا، مالی، غانا، آئیوری کوسٹ، برکینا فاسو، بینن، کوسوو، گیانا، انڈونیشیا، سیرالیون اور گیمبیا میں قائم آئی ٹی سنٹرز سے اب تک بیس ہزار سے زائد طلباء تعلیم مکمل کرچکے ہیں۔

پاکستان، انڈونیشیا، میسی ڈونیا اور ہیٹی کے علاوہ کئی افریقی ممالک میں ہیومینٹی فرسٹ تعلیم کے میدان میں مختلف سہولیتں فراہم کررہی ہے۔ نیز یوکے اور فرانس کی بعض یونیورسٹیوں کے تعاون سے افریقہ کے بعض سکولوں میں لائبریریاں قائم کی جارہی ہیں۔ اسی طرح مختلف سکولوں میں سائنس لیبارٹریوں کے قیام کے لئے بھی تعاون کیا جاتا ہے۔

دنیا بھر میں ہرسال کئی ہزار ٹن امدادی سامان تقسیم کیا جاتا ہے جس میں ادویات، گھر بنانے کا سامان، نیز اشیائے خورونوش شامل ہیں۔ ٹوگو، لائبیریا، سیرالیون، تنزانیہ وغیرہ میں میڈیکل آلات بھی فراہم کئے گئے ہیں۔

قدرتی آفات کے متأثرین کی وسیع پیمانہ پر مدد کی جاتی ہے۔ چنانچہ سونامی 2004ء کے بعد انڈونیشیا، بھارت اور سری لنکا میں قابل قدر امداد بہم پہنچائی۔ اسی طرح 2005ء میں آنے والے قطرینہ اور ریٹا طوفان کے بعد امریکہ کی گلف کوسٹ اور ملحقہ علاقوں میں، گیانا میں 2005ء میں آنے والے سیلاب، ترکی میں 1999ء میں آنے والے کئی شدید زلزلوں، بھارتی صوبہ گجرات میں آنے والے ہلاکت خیز زلزلے اور 2005ء میں پاکستان کی تاریخ کے بدترین زلزلہ کے بعد ہیومینٹی فرسٹ نے دنیا بھر سے ریسکیو اور میڈیکل ٹیمیں نیز ادویات، خوراک اور رہائش کی سہولتیں متأثرہ علاقوں میں بھجوائیں گئیں۔

ہیومینٹی فرسٹ کے تحت نادار عورتوں کے لئے افریقہ میں سلائی سکھانے کے 6 سنٹر کام کررہے ہیں۔

آنکھ کے موتیا کے علاج کے لئے افریقہ کے کئی ملکوں میں آپریشن کرنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ صرف سیرالیون میں اب تک تقریباً ایک ہزار افراد کا اس سلسلے میں کامیاب آپریشن کیا جاچکا ہے۔ 1991ء میں سیرالیون کی خانہ جنگی اور 1993ء میں بوسنیا جنگ کے متأثرین میں خوراک اور طبّی امداد کے علاوہ (ہاتھ یا ٹانگ سے محروم ہوجانے والوں کو) مصنوعی اعضاء بھی فراہم کئے گئے۔

ہیومینٹی فرسٹ میں شامل ہوکر رضاکارانہ خدمت کرنے نیز عطیات دینے کا طریق، تنظیم کی ویب سائٹ www.humanityfirst.org پر درج ہے۔

جناب عبدالستار ایدھی صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے ’’خدمت خلق‘‘ کے حوالہ سے شائع ہونے والے سالانہ نمبر 2011ء میں ایک خادم خلق پاکستانی جناب عبدالستار ایدھی صاحب کا مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔ جنہیں جماعت احمدیہ برطانیہ کے آٹھویں سالانہ پیس سمپوزیم منعقدہ 20 مارچ 2011ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2010ء کا قیام امن کے لئے دیا جانے والا احمدیہ انعام عطا فرمایا تھا۔ دس ہزار پاؤنڈ کا یہ انعام اُن کی تنظیم کے یورپین نمائندہ نے وصول کیا جبکہ مکرم ایدھی صاحب کے پیغام کی ریکارڈنگ کانفرنس میں دکھائی گئی۔ اس پیغام میں

باقی صفحہ نمبر17 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ’’النور‘‘ مئی وجون 2011ء میں مکرم ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک طویل نظم شامل اشاعت ہے جس میں سے انتخاب ہدیہ قارئین ہے:

جان و مال اور وقت ہے سب کچھ خلافت پر نثار
کر چکے ہیں ہم خدا کے ساتھ یہ قول و قرار
یہ قلم کو تھامنے کی بھی جو طاقت ہے مجھے
اِک امانت ہے جماعت کی ، چکانا ہے ادھار
کاش بھا جائے مرے مولا کو میری اِک سطر
کاش کوئی حرف ہو اُس کی نظر میں معتبر
کاش برگ و بار سے لَد جائے عرشی کا شجر
کاش ان شاخوں سے اُتریں ہر گھڑی تازہ ثمر

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
February 17, 2017 – February 23, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday February 17, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars-e-Malfoozat
00:40	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 17.
00:55	Interview Of Huzoor: Recorded on May 24, 2013.
01:20	Caliph In Canada
02:00	Spanish Service
02:40	Pushto Service
03:20	Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses 111-121 of Surah Al-Maa'idah by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 74, recorded on August 10, 1995.
04:25	Roots To Branches
04:45	Liqa Ma'al Arab: Session no. 41.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 18.
07:00	Reception At Houses Of Parliament: Recorded on June 11, 2013.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on February 11, 2017.
10:00	Indonesian Service
11:05	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:40	Tilawat: Surah Al-A'raaf verses 153-180.
11:55	Seerat-un-Nabi: A discussion on the life and character of the Holy Prophet (saw).
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondane: Rec. December 1, 2013.
15:40	Sach Tu Ye Hai
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Reception At Houses Of Parliament [R]
19:35	In His Own Words
20:20	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday February 18, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:00	Reception At Houses Of Parliament
02:10	Friday Sermon
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 350.
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 20.
07:05	Jalsa Salana UK Concluding Address: Recorded on September 09, 2012.
08:30	International Jama'at News
09:10	Question And Answer Session: A question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on August 31, 1986.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Recorded on February 17, 2017.
12:15	Tilawat: Surah Faatir, verses 14-30.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intekhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:30	Jalsa Salana UK Concluding Address [R]
19:55	Faith Matters: Programme no. 174.
20:50	International Jama'at News [R]
21:25	Rah-e-Huda [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday February 19, 2017

00:10	World News
00:25	Tilawat
00:35	Al-Tarteel
01:10	Jalsa Salana UK Concluding Address
02:35	In His Own Words
03:05	Friday Sermon
04:15	Maidane Amal Ki Kahani
05:00	Liqa Ma'al Arab: Session no. 43.
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 18.
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class Canada: Recorded on October 14, 2016.
08:00	Faith Matters: Programme no. 174.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on December 07, 1996.
10:15	Indonesian service
11:20	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on February 10, 2017.
12:20	Tilawat [R]
12:30	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
12:50	Yassarnal Quran [R]
13:10	Friday Sermon: Recorded on February 17, 2017.
14:20	Shotter Shondhane: Rec. December 01, 2013.
15:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class Canada [R]
16:25	Shama'il-e-Nabwi
17:05	Kids Time
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class Canada [R]
19:30	Beacon of Truth: Recorded on October 30, 2016.
20:20	Ashab-e-Ahmad
21:00	Khilafat-e-Haqqa Islamiya
21:50	Friday Sermon [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Monday February 20, 2017

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:40	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:00	Yassarnal Quran
01:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class Canada
02:30	Ashab-e-Ahmad
03:15	Friday Sermon
04:30	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 44.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Aadab-e-Zindagi
07:10	Musleh Ma'ood Day
08:05	International Jama'at News
08:35	The Promised Son: A Urdu programme recounting the interesting incidents of the childhood of Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad, Musleh Ma'ood (ra).
09:05	Yaum-e-Musleh Ma'ood: The life of Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad, Khalifatul Masih II (ra) and the significance of Musleh Ma'ood Day.
10:10	Aye Fazle Umar Tujh Ko Jahan Yadh Karay Ga: The services which Hazrat Musleh Ma'ood (ra) rendered to Islam.
11:00	The Prophecy Of Musleh Ma'ood
12:00	Tilawat: Surah As-Saaffaat, verses 1-145.
12:20	Dars-e-Hadith [R]
12:35	Introduction to Waqfe Jadid
13:00	Musleh Ma'ood Day
14:00	Live Bangla Service
15:05	The Prophecy Of Musleh Ma'ood [R]
16:00	Musleh Ma'ood Day Studio Programme
17:25	Al-Tarteel: Lesson no. 20.
18:00	World News
18:20	Yaum-e-Musleh Ma'ood: An Urdu programme presented by Nasirat-ul-Ahmadiyya and Lajna Imaillah on the occasion of Musleh Ma'ood day.
19:00	Yaum-e-Musleh Ma'ood [R]
20:05	Tehreek-e-Jadid: A documentary about Tehrik-e-Jadid, a scheme initiated by Hazrat Khalifatul-Masih II (ra) under divine inspiration and guidance on November 23, 1934.
20:30	Musleh Ma'ood Day Studio Programme [R]
22:00	Khuch Yaadain Kuch Baatain
23:05	The Prophecy Of Musleh Ma'ood [R]

Tuesday February 21, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:50	Introduction to the Commentary of Holy Quran
01:20	Musleh Ma'ood Day
02:20	Kids Time
02:55	Musleh Ma'ood Day
03:55	Aye Fazle Umar Tujh Ko Jahan Yadh Karay Ga
04:55	Tehreek-e-Jadid
05:15	Introduction to Waqfe Jadid
05:35	Introduction to the Commentary of Holy Quran
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 19.
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau: Rec. October 14, 2016.
07:55	Philosophy Of The Teachings Of Islam
08:20	Chef's Corner
09:00	Question And Answer Session: Recorded on December 07, 1996
10:20	Indonesian Service
11:15	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday Sermon delivered on January 20, 2017.
12:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:45	Yassarnal Quran [R]
13:15	Faith Matters: Programme no. 174.
14:10	Bangla Shomprochar
15:10	Spanish Service: Programme no. 18.
15:50	Philosophy Of The Teachings Of Islam [R]
16:20	Noor-e-Mustafwi: Programme no. 24.
17:05	Chef's Corner
17:40	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
19:20	Friday Sermon: Arabic translation of Friday Sermon delivered on January 20, 2017.
20:25	The Bigger Picture
21:15	Australian Service
21:45	Faith Matters [R]
22:45	Question And Answer Session [R]

Wednesday February 22, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:45	Yassarnal Quran
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau
02:15	Chef's Corner
02:45	In His Own Words: Programme no. 18.
03:15	Story Time
03:40	Philosophy Of The Teachings Of Islam
04:05	Noor-e-Mustafwi
04:25	Australian Service
05:00	Liqa Maal Arab: Session no. 18.
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 20.
07:10	Lajna Ijtema UK Address: Rec. October 14, 2012.
08:40	Islami Mahino Ka Ta'aruf
09:00	Urdu Question And Answer Session: Rec. August 31, 1986.
09:50	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on February 17, 2017.
12:00	Tilawat: Surah At-Tawbah verses 17 - 42.
12:10	Al-Tarteel [R]
12:45	Friday Sermon: Recorded on February 11, 2011.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:35	Kids Time: Prog. no. 26.
16:10	Faith Matters: Programme no. 173.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Lajna Ijtema UK Address [R]
19:45	French Service
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
20:50	Kids Time [R]
21:20	Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
21:40	Friday Sermon: Recorded on February 11, 2011.
23:00	Intikhab-e-Sukhan: Rec. February 18, 2017.

Thursday February 23, 2017

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:55	Al-Tarteel
01:30	Lajna Ijtema UK Address
02:55	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:25	In His Own Words
03:50	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 47.
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 19.
07:00	Reception in Singapore: Recorded on September 26, 2013.
08:00	In His Own Words
08:30	Roots To Branches
08:55	Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Anaam, verses 73 - 91 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 79, recorded on August 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
11:20	Aadab-e-Zindagi
12:00	Tilawat
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:25	Yassarnal Qur'an [R]
13:05	Beacon Of Truth: Rec. November 13, 2016.
14:00	Friday Sermon: Recorded on February 17, 2017.
15:05	Khilafat-e-Haqqa Islamiya
15:40	Roots to Branches
16:05	Persian Service
16:35	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Reception in Singapore [R]
19:20	Aadab-e-Zindagi [R]
20:00	Roots to Branches [R]
20:30	Faith Matters: Programme no. 173.
22:05	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:05	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 17 February , 2017 | Issue No. 7

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کینیڈا کے ساتھ میٹنگ۔ مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اہم ہدایات۔

تقریب آمین۔ فیملی ملاقاتیں۔ ٹورانٹو سے روانگی اور سیسکاٹون میں ورود مسعود۔ سیسکاٹون ائرپورٹ پر حکومتی سرکردہ افراد کی طرف سے استقبال۔

CBC، Ckom News نیوز ٹیلی ویژن اور سسکاچوان کے سب سے بڑے اخبار Star Phoenix کے نمائندگان کو الگ الگ انٹرویوز۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ پریس کانفرنس۔

سیسکاٹون کے دورہ کی میڈیا کوریج۔ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ 17 لاکھ سے زائد افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

30/اکتوبر 2016ء بروز اتوار

(حصہ دوم)

بقیہ: نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کینیڈا کے ساتھ میٹنگ

☆...... اس کے بعد **سیکرٹری تعلیم** نے بتایا کہ ان کے ریکارڈ کے مطابق ایلیمنٹری سکول میں 976 لڑکے اور 601 لڑکیاں ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تعلیم کا شعبہ صرف دینی تعلیم کا ہی نہیں بلکہ آپ نے ہر قسم کے students کا ریکارڈ رکھنا ہوتا ہے۔ آپ کے پاس دو تین ہزار students ہیں۔ تعلیم کے شعبہ کو چاہئے کہ سٹوڈنٹ کو encourage کریں کہ سائنس میں آگے جائیں۔ میں نے کل students کی کلاس میں بھی کہا تھا کہ زیادہ سے زیادہ سٹوڈنٹس اور لڑکے خاص طور پر سائنس میں جائیں۔ یورپ میں تو سائنس میں آگے جانے کا رجحان پیدا ہو رہا ہے لیکن یہاں نہیں ہے۔ لڑکیوں میں بھی نہیں ہے۔ یہ رجحان لڑکیوں میں بھی پیدا کرنا چاہئے۔

☆...... بعدازاں **سیکرٹری اشاعت** نے بتایا کہ وہ احمدیہ گزٹ شائع کرتے ہیں۔ اسی طرح وکالت اشاعت سے کتابیں منگوانا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اس دفعہ کے احمدیہ گزٹ کے ٹائٹل پیج پر میری تصویر لگائی ہوئی ہے۔ میں نے تو رسائل کے ٹائٹل پیج پر تصویر دینے سے منع کیا ہوا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جتنی بھی کتب قادیان میں چھپی ہیں ان کی لسٹیں منگوائیں اور جو کتابیں اس وقت آپ کے پاس نہیں ہیں انہیں منگوائیں اور بیچیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں 'لائف آف محمدؐ' کم قیمت پر شائع ہو سکتی ہے۔ اس کا جائزہ لیں کہ اگر کم قیمت پر شائع ہو سکتی ہے تو شائع کر لیں۔ بلکہ جو بھی کم قیمت پر ہوتی ہے اس کو شائع کر لیں۔

☆...... اس کے بعد **سیکرٹری سمعی بصری** صاحب نے بتایا کہ اس وقت کینیڈا میں چار پروگراموں کی ریکارڈنگ کی جارہی ہے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** زیادہ پروگرام ہونے چاہئیں۔ آپ کے پاس potential زیادہ ہے۔ کینیڈا کے مختلف علاقوں سے کروائیں۔

☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر **سیکرٹری صاحب رشتہ ناطہ** نے بتایا کہ ان کے سال میں اوسطاً 17 رشتے ہوتے ہیں۔ اس وقت 376 لڑکیاں اور 288 لڑکوں کے کوائف موجود ہیں۔ ان کی لسٹ تبشیر لندن بھی بھجوائی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ ہر مہینہ ان سے پوچھا کریں کہ کتنے رشتے کروائے ہیں؟ جہاں یہ سست ہیں وہاں آپ ان کو تیز کریں اور جہاں آپ سست ہیں یہ آپ کو تیز کریں گے۔

بعدازاں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری امورِ عامہ سے استفسار فرمایا** کہ آپ کے شعبہ کے بارہ شکایتیں آتی رہتی ہیں۔ ابھی کل ہی ایک درخواست آئی تھی کہ میں بہت دفعہ امور عامہ کو کہہ چکا ہوں لیکن وہ فیصلہ implement نہیں کروا رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اصل میں یہاں اعتماد نہیں ہے۔ لوگوں کو امورِ عامہ پر اعتماد ہونا چاہئے۔ لوگوں میں یہ تأثر پیدا ہو گیا ہے کہ یہاں favourtism بہت چلتی ہے۔ کہتے ہیں مردوں کی باتیں زیادہ سنی جاتی ہیں عورتوں کی کم۔ یا اگر دوست آجائیں تو ان کو زیادہ ترجیح دی جاتی ہے اور دوسروں کو کم۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں لڑکیوں کے مسئلے ہو رہے ہیں تو آپ سیدھی طرح کہا کریں کہ تم عدالت میں جاؤ۔ اگر domestic violence کے کیس ہوتے ہیں، دو دفعہ سے زیادہ شکایت ہو تو تیسری دفعہ لڑکی سے کہو کہ تم پولیس کے پاس جاؤ۔ چند لوگوں کو پولیس اندر کرے گی تو خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔ اگر جماعت کی بدنامی ہوتی ہے، بیشک ہوتی رہے۔ اگر کوئی دو دفعہ ہاتھ اٹھاتا ہے، abuse کرتا ہے تو تیسری دفعہ لڑکی کو کہیں کہ اگر وہ چاہتی ہے تو پولیس میں چلی جائے۔

☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر **سیکرٹری مال** نے بتایا کہ چندہ دہندگان کی تعداد 5490 ہے اور نادہندگان کی تعداد ایک ہزار بارہ ہے۔ اس کے علاوہ موصیان کی تعداد 5991 ہے۔ اس میں 1818 پاکٹ منی (Pocket money) والے ہیں۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے** موصیان اور چندہ عام ادا کرنے والوں کے معیار کا تفصیل سے جائزہ لیا اور **فرمایا:** موصیان کا معیار چندہ عام ادا کرنے والوں سے بہتر ہے۔ اس میں ویسے مزید بہتری لائی جاسکتی ہے۔ لیکن، اگر چندہ عام دینے والے لوگ اپنے حالات کی وجہ سے نہیں دے سکتے یا کم شرح پر دینا چاہتے ہیں تو آپ کو پتہ ہونا چاہئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان پر زبردستی بوجھ ڈالیں لیکن ان کو بھی علم ہونا چاہئے اور آپ کو بھی کہ وہ اپنے حالات کی وجہ سے پورا چندہ نہیں ادا کر رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو سیکرٹریانِ مال ہیں اور ریجنل سکریٹریان ہیں وہ ground level پر دورے کریں اور اچھا کام کرنے والے ہوں تو کام میں مزید بہتری آسکتی ہے۔

☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر **سیکرٹری تعلیم القرآن** نے اپنے شعبہ کی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ ہم نے پچاس سالہ جشن کے سلسلہ میں 313 واقفینِ عارضی کا پروگرام بنایا تھا۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:** اب آپ 313 پر نہ رہیں، اب تو تین ہزار 313 ہونے چاہئے تھے۔ آپ کی جماعت کی تعداد 12 ہزار سے زیادہ ہے اور اس میں صرف 313 کا ٹارگٹ ہے۔ آپ ٹارگٹ ہی تھوڑا رکھتے ہیں۔ بوڑھوں والا ٹارگٹ نہ رکھیں، جوانوں والا رکھیں۔ کم سے کم ایک ہزار کا ٹارگٹ رکھیں۔

☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر **سیکرٹری تحریکِ جدید** نے بتایا کہ تازہ رپورٹ کے مطابق ان کی ٹارگٹ سے زیادہ وصولی ہوچکی ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

☆...... **اس کے بعد سیکرٹری جائیداد سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:** میں نے کہا ہے کہ آرکیٹیکٹ تلاش کریں جو آپ کو مسجدوں کے نقشے بنا کر دیں۔ low cost مسجدیں ہوں۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ material کم استعمال کرنا ہے یا گنجائش کم رکھنی ہے۔ 150 سے 200 نمازیوں کے لئے مسجدیں بنوانے کا مقابلہ کروائیں۔ دوسری بات آپ اپنا سارا ریکارڈ computerized کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں جو جماعتی طور پر گھر خریدتے ہیں اور جو مشن ہاؤس، مسجدیں اور دوسری جگہیں ہیں ان سب کی تین سال بعد repair ہونی چاہئے۔ ہم لوگ ایک دفعہ پراپرٹی بنا لیتے ہیں، اس کے بعد بھول جاتے ہیں۔ اور آئندہ سے مشن ہاؤس اور عمارتوں کے نقشے اس طرح بنائیں جو یہاں کا architecture اور یہاں کی سہولتیں اور ضروریات کے مطابق بھی ہو اور جماعتی ضروریات کے مطابق بھی ہو۔ یہ نہیں کہ چونکہ اس طرح کا نقشہ بنانے کا رواج ہے اس

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں